تحریر : مولانا عبدالقیوم حقانی

تحریک نفاذ شریعت
اور
شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی قیادت

سینٹ میں پرائیویٹ شریعت بل سے آغاز، متحدہ علماء کونسل کا قیام، مولانا عبدالحقؒ کا دورۂ سرحد، ارکان پارلیمنٹ علماء اور مسلمانوں میں احساس ذمہ داری کی انگیخت، اراکین قومی اسمبلی وسینٹ کے نام مولانا عبدالحقؒ کا فکر انگیز مکتوب، متحدہ پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے احتجاجی مظاہروں کی قیادت صدر ضیاء الحق اور وزیر اعظم جونیجو پر اتمام حجت، متحدہ علماء کونسل کا قیام سینٹ سے شریعت بل کی متفقہ منظوری اور فسطائیت کے تاریک دور کا خاتمہ، متحدہ شریعت محاذ کے اولین اجلاس میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کو کنوینر اور دوسرے اجلاس میں متفقہ طور پر صدر منتخب کر لیا گیا ——— سرحد کے مختلف اضلاع میں ہزاروں علماء نے مولانا عبدالحقؒ کے ہاتھ بیعت علی الجہاد کی اور مانسہرہ میں تین ہزار مشائخ، اکابر علماء اور دینی فضلاء نے آپ کو قائد شریعت کا خطاب دیا۔

۸۵ء سے ۹۰ء تک کی تحریک نفاذ شریعت کی مختصر روئیداد اجمالی جائزہ اور تاریخی تبصرہ۔

۸۵ء کے الیکشن کے بعد پارلیمنٹ کابینہ اور صوبائی حکومتوں کی تشکیل کے بعد مقصدِ عظیم (نفاذ اسلام) کو نظر انداز کیا جا رہا تھا۔ جس کا آٹھ سال سے غلغلہ رہا جس کے پس منظر میں ریفرنڈم ہوا اور جس کے مناظر میں الیکشن ہوا یہ مارشل لاء کے کھوکھلے وعدوں کا ردِ عمل تھا یا مغربی جمہوریت کا منطقی نتیجہ یا مسلم ممالک کی اس بے بسی اور بدقسمتی کا ظہور جس کی بنا پر ان ممالک کو کسی نظام کو عملی شکل دینے کا بھی حق نہیں اور جس کا ریموٹ کنٹرول دنیا کی سپر طاقتوں کے پاس ہے۔ یہی تماشا سوڈان میں دیکھا گیا اور یہی کھیل ہمارے ہاں عرصہ سے جاری ہے، ہمیں اسلام سے وابستگی کا اتنا حق ہے جتنا امریکہ سرکار چاہے یا پھر آزادی کے بھی اتنے سزاوار جو سرخ سامراج کو گوارا ہو۔ ارکان پارلیمنٹ اور سیاسی و قومی زعماء کا سارا ہدف سیاسی جماعتوں کی بحالی، ۱۹۷۳ء کے آئین میں کی گئی ترامیم یا مارشل لاء کی حسن و قبح بن چکی تھیں جب کہ اسلامی نظام کے مکمل اور فوری نفاذ اور کیے گئے ادھورے اقدامات کی تکمیل اور دستور کو مکمل اسلامی بنانے کا سارا کام پس منظر میں چلا گیا۔ جب کہ ہماری مصیبتوں کا علاج نہ مارشل لاء ہے نہ جمہوریت، نہ عصر حاضر کی سیاست بازی، پھر نہ تو عوام نے صدرِ پاکستان کو ان باتوں کے لئے ریفرنڈم میں اعتماد (مینڈیٹ) دیا تھا نہ یہ انتخابات کی بنیاد تھے۔

ایسے حالات میں ضرورت اس بات کی تھی کہ علماء پوری قوم اور ارکان پارلیمنٹ کی تمام توجہات اور کوششوں کا محور صرف اور صرف اسلامی نظام کا فوری نفاذ بن جاتا اور جس حکومت نے آٹھ سال اسلامی نظام کے نعروں اور ہنگاموں سے اپنے اقتدار کا بازار گرم رکھا اسے اب عملاً اسلام کی مکمل آئینی بالادستی اور عملی نفاذ پر مجبور کر دیا جاتا۔ اس وقت پارلیمنٹ میں شریعت بل یا کسی دوسرے آئینی طریق کار کی صورت میں ۱۹۷۳ء کے دستور میں ایسی ترامیم چاہیئے تھی کروائی کہ اسلام کو عدالتی، قانونی، معاشی، معاشرتی اور سماجی لحاظ سے مکمل بالادستی حاصل ہو جاتی تمام غیر اسلامی قوانین فوری اور یک لخت کالعدم اور کسی حکومت کا ہر وہ اقدام قانوناً" کالعدم اور قابلِ شدید تعزیر بنا دیا جاتا جس سے کسی اسلامی حد یا حکم کی خلاف ورزی اور دینی اقدار کی توہین ہوتی ہو۔

اس جدوجہد اور جہاد کے لئے جہاں پارلیمنٹ کے اندر محنت کرنے فضا سازگار اور ارکان کو ہم خیال بنانے کی بھرپور اور مؤثر کوشش کی ضرورت تھی، وہاں پارلیمنٹ سے باہر بھی عامۃ المسلمین بالخصوص علماء اور دینی طبقوں کو منظم کرنے اور توجہ دلانے کی ضرورت تھی کہ وہ دائیں اور بائیں کے مروجہ سیاسی بکھیڑوں سے نکل کر ہمہ تن اس عظیم اور اولین مقصدِ نفاذِ شریعت کے لئے منظم ہو جاتے اس بارہ میں حکومت، وزراء، ارکان پارلیمنٹ اور سیاسی زعماء کی ہر بڑی چھوٹی بات اور اقدام پر کڑی نگاہ رکھیں اور سختی سے احتساب کرتے اس مقصد کے لئے کوئی نہ کوئی اجتماعی ڈھانچہ ناگزیر تھا جب کہ بدقسمتی سے علماء کی ایک بڑی طاقت اس وقت یمین و یسار میں بٹی ہوئی تھی یا وہ ان سیاستدانوں کے مذموم عزائم کی دانستہ یا نادانستہ آلہ کار بن گئی تھی، جن کی لادینیت نوازی، دین سے بیزاری اور اسلامی نظام کے بارہ میں کافرانہ خیالات اور ماضی میں طرزِ عمل اور رویہ کسی سے مخفی نہیں اور جو علی الاعلان اس وقت بھی اپنے لادینی افکار کی ملک و بیرون ملک پرچار کرنے میں قباحت محسوس نہیں کرتے اور جن میں سے بعض تو اس وقت ملک کی وحدت اور سالمیت کو تباہ کرنے پر بھی تلے ہوئے تھے ایسے سیاسی عناصر کا تابع مہمل بن جانے کی صورت میں اور جو کچھ بھی ہوگا ہو سکے گا۔ مگر دین، اہل دین اور اسلام کے حصہ میں تو صرف اور صرف حرمان نصیبی آئے گی اور اہلِ دین کو اپنے کندھوں پر بٹھا کر بام اقتدار تک پہنچانے والوں کے خلاف دوبارہ از سر نو ایک طویل اور نہ ختم ہونے والی جدوجہد کا بازار گرم کرنا پڑے گا۔ ہمارے حضرتؒ مارشل لاء کو صد ہزار قابلِ نفرین و ملامت سمجھتے تھے۔ بالخصوص وہ مارشل لاء تو لعنت کی مستحق ہے جس میں دین اور اسلام کی کوئی بھلائی نہ ہو اور جو اسلامی انقلاب کا بھی ذریعہ نہ بن سکے۔ لیکن اس وقت سیاسی نعروں اور ایم آر ڈی جیسی وحدتوں اور محاذوں کو سہارا دے کر اور ان کی بندوقوں کو اپنے کندھوں پر چلا کر اور ان کی مردہ اور متعفن لاشوں میں نئی روح پھونک کر قوم کے سروں پر مسلط کرنے کو بھی عند اللہ ملک و ملت بالخصوص دین اور اہلِ دین کے ساتھ ایک ظلمِ عظیم سمجھتے تھے۔ کہ ان کے ذریعہ اسلام کی بالادستی کی توقع کرنا بھی عقل و خرد کی موت اور علم و فہم کا ماتم ہے۔ ایسا ہو جانا خدائی الفاظ میں گویا حتی یلج الجمل فی سم الخیاط ہے پھر جو ہمارے حضرتؒ کا اندیشہ تھا وہی کچھ ہوا ایم آر ڈی کی تحریک کے نتیجہ میں بے نظیر کے تسلط کی راہ ہموار ہوئی۔

بہر تقدیر محدث کبیر حضرت شیخ الحدیثؒ کی رائے میں ایسے حالات میں اصوب اور احوط راستہ یہی تھا کہ پوری قوم اور علمی و دینی حلقے منظم ہو کر اپنی ساری محنت، توجہات اور صلاحیتیں اس وقت کی حکومت اور پارلیمنٹ سے مکمل طور پر نفاذِ شریعت کا مطالبہ منوانے پر مرتکز کر لیں اگر اس کے دلوں میں زیغ ہے یا نفاق تو ایسی بھرپور جنگ لڑی جائے کہ بر سر اقتدار طبقہ گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائے۔ ادھر پارلیمنٹ کے تمام ارکان کا اپنے اپنے حلقوں میں سختی سے محاسبہ شروع ہو جائے کہ وہ اس اہم فریضہ کی ادائیگی میں ہر قسم کے لالچ و خوف سے بالاتر ہو کر اپنی ذمہ داریاں پوری کریں۔ ان تمام ارکان پر اللہ تعالیٰ اور قوم و ملک کی جانب سے جو فریضہ عائد ہوتا ہے اس احساسِ مسؤلیت کی بناء پر بلا تاخیر حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمہ اللہ نے حسب ذیل مراسلہ کی صورت میں ارکان قومی اسمبلی و سینیٹ کو موجودہ حالات اور ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ یہ ملک میں تحریک نفاذ شریعت اور متحدہ شریعت محاذ کی تشکیل کے سلسلے کا پہلا قدم تھا۔

ارکان اسمبلی و سینیٹ کے نام شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے فکر انگیز مکتوب

حضرت مولانا کا مکتوب حسب ذیل ہے۔

گزارش ہے کہ موجودہ انتخابات جن حالات میں ہوئے ہیں ۔ اور ان کے نتائج سے ملک کے سیاسی اور نظریاتی مستقبل کا جو نقشہ سامنے آ رہا ہے ۔ وہ آپ جیسے تجربہ کار بزرگوں سے مخفی نہیں ہے ۔ میں اس موقع پر ضروری سمجھتا ہوں کہ پارلیمنٹ کے ان ارکان کو جو ملکی سالمیت کے تحفظ اور اسلامی نظام کے عملی نفاذ میں دلچسپی رکھتے ہیں ۔ موجودہ حالات کی روشنی میں ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاؤں ۔ مجھے امید ہے کہ آنجناب پوری سنجیدگی کے ساتھ میری ان معروضات پر غور فرماویں گے ۔

برطانوی استعمار ہمارے اس خطۂ زمین پر کم و بیش دو سو برس حکمرانی کے بعد ۱۹۴۷ء کو یہاں سے چلا گیا ۔ لیکن اس نے اپنے استعماری نظام کو چلانے اور قائم رکھنے کے لئے جو انتظامی ، عدالتی ، معاشرتی اور معاشی ڈھانچہ قائم کیا تھا وہ ابھی تک موجود ہے اور نہ صرف یہ کہ ہمارے بیشتر مسائل کے وجود اور ان کے الجھاؤ کا باعث ہے ۔ بلکہ ملک میں مؤثر تبدیلی اور اسلامی نظام کے نفاذ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے ۔

روسی استعمار افغانستان میں فوجی جارحیت کے ذریعے اپنا قبضہ مستحکم بنانے میں مصروف ہے اور اس کی جارحیت کا دائرہ پاکستان تک وسیع ہو رہا ہے ۔ یہ جارحیت صرف فوجی نہیں ۔ بلکہ روس نظریاتی اور فکری یلغار کے ذریعہ بھی پاکستان اور جنوبی ایشیا کے دیگر ممالک کو ان کے دینی و نظریاتی تشخص سے محروم کر کے انہیں اپنے دائرہ اثر و تصرف میں شامل کرنا چاہتا ہے ۔

پاکستان کے اندر بعض سیاسی حلقوں کی طرف سے اسلام اور اسلامی نظام کی کھلم کھلا مخالفت کے رجحانات فروغ پا رہے ہیں ۔ اور اسلام کے منصوص احکام کے خلاف نام نہاد اجتہاد اور الحاد کے نام پر تجدد پسندی کا دروازہ کھول کر اسلام کے لیبل کو لادینی نظریات اور قوانین پر چسپاں کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔

قادیانیت اور دیگر اسلام دشمن گروہوں کی سرگرمیاں دن بدن بڑھتی جا رہی ہیں اور ان کو ان تمام عناصر و عوامل کی حمایت اور پشت پناہی حاصل ہے ۔ جو اسلام کی مکمل عملداری سے خائف ہیں ۔

ان حالات میں اسلام اور ملک سے محبت رکھنے والے ارکان پارلیمنٹ کا فریضہ ہے ۔ کہ وہ پارلیمنٹ میں اپنے کردار اور پالیسیوں کا تعین انتہائی غور و فکر اور سنجیدگی کے ساتھ کریں ۔ تاکہ وہ خدا تعالیٰ عوام اور ملک کی طرف سے سپرد کردہ ذمہ داریاں صحیح طور پر ادا کر سکیں ۔

اکابر احباب کے مشورہ سے میرا ارادہ ہے کہ قومی اسمبلی کے بجٹ اجلاس کے آغاز سے ایک دو روز قبل یا دوران اجلاس اسلام آباد میں پارلیمنٹ اور دیگر اسمبلیوں کے ان ارکان کے اجتماع کا اہتمام کیا جائے ۔ جو ۔

۱ ۔ فرنگی نظام کا خاتمہ ۔ ۲ ۔ اسلامی نظام کے مکمل نفاذ ۔ ۳ ۔ اشتراکیت قادیانیت اور دیگر اسلام دشمن تحریکات کے مقابلہ اور ۴ ۔ پاکستان کے نظریاتی تشخص اور سالمیت کے تحفظ پر یقین اور ان مقاصد کے لئے جدوجہد کرنے کا عزم رکھتے ہیں تاکہ ہم باہمی مشاورت کے ساتھ کوئی منظم پروگرام وضع کر سکیں ۔

آنجناب سے گزارش ہے کہ گہرے غور و فکر اور سنجیدہ توجہ کے ساتھ میری ان معروضات کے بارے میں اپنی گرانقدر رائے اور تجاویز سے آگاہ فرماویں تاکہ ان آراء و تجاویز کی روشنی میں حتمی پروگرام طے کیا جا سکے ۔ امید ہے آنجناب کے مزاج بعافیت ہوں گے ۔ والسلام ، جواب کا منتظر

عبدالحق عفی عنہ

ممبر قومی اسمبلی و مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

شریعت محاذ کا قیام

قومی اسمبلی اور سینیٹ میں اسلامی نظام کے نفاذ کے مساعی اور جدوجہد کو منظم ، مضبوط اور مربوط بنانے کے لئے اسمبلیوں کی تشکیل کے فوراً بعد شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اراکین سے رابطہ قائم کیا ۔ اور مولانا سمیع الحق ممبر سینیٹ اس سلسلہ میں پہلے روز سے برابر سرگرم عمل رہے اور الحمدللہ کہ پہلے اجلاس کے دوران ہی حضرت شیخ الحدیثؒ کی دعوت پر ان کی قیام گاہ گورنمنٹ ہاسٹل اسلام آباد میں شریعت محاذ کا قیام عمل میں آیا جس میں دیوبندی بریلوی ، اہل حدیث ، جماعت اسلامی اور دینی درد سے سرشار دیگر جماعتوں کے کئی سرکردہ ارکان نے شرکت کی اور حزب اقتدار و حزب اختلاف کے جھمیلوں سے قطع نظر شریعت اسلامیہ کی بالادستی کے لئے پوری یکجہتی اور ہم آہنگی اور طمع و لالچ اور خوف و ترغیب سے بالاتر ہو کر شریعت محاذ کے ذریعہ جدوجہد کی ضرورت محسوس کی اور اس محاذ کے لئے حضرت شیخ الحدیثؒ کو بطور کنوینر کام کرنے پر سب نے اتفاق کیا الحمدللہ کہ اس محاذ کے قیام سے دینی درد رکھنے والی تنظیموں ، جماعتوں اور مسلمانوں کو بڑی مسرت ہوئی اور اس سے بڑی توقعات وابستہ کیں اس محاذ کی توسیع اور اسے مضبوط بنانے کی جدوجہد جاری رہی قومی اسمبلی کے اجلاس کے دوران حضرت شیخ الحدیثؒ کی دعوت پر شریعت محاذ کی دوسری میٹنگ ہوئی اس میٹنگ کی مختصر کارروائی جو محاذِ شریعت کے ترجمان مولانا سمیع الحق سینیٹر نے پریس کو جاری کی تھی حسب ذیل ہے ۔

"اسلام آباد ۔ ۲۲ اگست ۱۹۸۵ء قومی اسمبلی اور سینیٹ میں نفاذِ شریعت محاذ نے اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلہ میں حکومت کی سرد مہری پر شدید افسوس کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت دیگر تمام کاموں سے پہلے شریعت کی بالادستی کے کام کو اولیت دے یہ اجلاس آج یہاں گورنمنٹ ہاسٹل اسلام آباد میں نفاذِ شریعت محاذ کے کنوینر شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ایم این اے اکوڑہ خٹک کی دعوت پر انہی کی صدارت میں منعقد ہوا ۔ اجلاس نے ایک قرارداد کے ذریعہ

اس امر پر تشویش ظاہر کی کہ پانچ ماہ کے عرصہ میں شریعت کے نفاذ کو برابر ملتوی کیا جا رہا ہے جس سے اسمبلی اور حکومت کا امیج خراب ہوتا جا رہا ہے۔ جبکہ ملک کو درپیش بحرانوں کا حل صرف اور صرف مکمل طور پر شریعت کے نفاذ میں ہے قرارداد میں کہا گیا ہے کہ اسلامی نظام کے سلسلہ میں جو اقدامات کیے گئے ہیں یا مجلس شوریٰ نے قصاص دیت، قاضی کورٹ وغیرہ کی جو سفارشات متفقہ طور پر پیش کی ہیں حکومت کو ان اقدامات سے پیچھے ہٹنے نہیں دیا جائے گا۔ اور ان قوانین کو دوبارہ متنازعہ بنانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ حکومت اور اسمبلی کو چاہیئے کہ اس راہ میں رکاوٹ بننے والے تمام قواعد وضوابط معطل کر کے نفاذ شریعت کے متعلق بلوں، قراردادوں اور تجاویز کو اولین اہمیت دے۔ اجلاس نے سینٹ میں نفاذ شریعت بل قبول کر لینے پر سینٹ کو خراج تحسین پیش کیا اور مطالبہ کیا کہ اس بل کو فوراً قانونی مراحل سے نکال کر ایوان میں لایا جائے اور طے پایا کہ قومی اسمبلی میں بھی شریعت بل محاذ میں شامل تمام افراد کی جانب سے متفقہ طور سے پیش کیا جائے۔ قرار داد میں کہا گیا ہے کہ اسلام کے نفاذ کے سلسلہ میں ہم تمام مکاتب فکر مکمل طور پر متفق ہیں۔ اور کوئی بھی لادینی نظام یا غیر شرعی بات جب اسمبلی میں آئے گی تو ہم سب کے لئے ناقابل برداشت ہوگی اور ہم پوری قوت سے اس کا متفقہ مقابلہ کریں گے اجلاس میں طے پایا کہ نفاذ شریعت کے لئے پارلیمنٹ سے باہر بھی متفقہ کوششیں کرنی چاہیئں اسی طرح شریعت محاذ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں مشترکہ طور پر کام کرے گا۔ اس امر پر تشویش ظاہر کی گئی کہ اردو زبان اور قومی لباس کی ترویج کا کام پیچھے ہٹتا جا رہا ہے۔ اسی طرح قومی اسمبلی میں دوبارہ انگریزی کی حوصلہ افزائی کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ اجلاس میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے علاوہ جن ارکان نے شرکت کی ان میں سے سرکردہ ارکان یہ ہیں۔ علامہ مصطفیٰ الازہری مولانا معین الدین لکھنوی، مولانا وصی مظہر ندوی، مولانا قاضی عبداللطیف، پیر محمد اشرف، مولانا گوہر رحمان، جناب حمزہ، محمد اسلم کھیلار شاہ بلیغ الدین، مولانا عبدالحق بلوچ، لیاقت بلوچ، میر نواز خان مروت، مظفر ہاشمی، مولانا سمیع الحق، جناب گل شیر، جبال شاہ اورک زئی، حاجی محمد عمر، مولانا عنایت الرحمان، اسعد گیلانی، صاحبزادہ فتح اللہ، عثمان رمز، فضل رازق، وغیرہ۔ اجلاس میں طے پایا کہ مولانا عبدالحق بطور کنوینر محاذ کو چلاتے رہیں اور محاذ کا آئندہ اجلاس ۹ ر ستمبر کو اسمبلی کے کمیٹی روم میں طلب کریں۔

سینٹ میں نفاذ شریعت کا بل

منتخب حکومت کا سب سے اولین قومی وملی فریضہ یہی تھا کہ وہ اپنی ساری توجہات فوری طور پر شریعت اسلامیہ کے مکمل نفاذ اور قرآن وسنت کی مکمل بالادستی پر مبذول کرتی کہ یہی قیام پاکستان کا اساس تھا اور اسی نام پر آٹھ سال مارشل لاء مسلط رکھا گیا۔ اسی نام پر صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق مرحوم نے ۱۹ دسمبر ۸۴ء کو ریفرنڈم کے ذریعہ قوم سے اعتماد حاصل کیا۔ اور انہی وعدوں پر انتخابات میں امیدواروں نے ووٹ حاصل کیے۔ مگر واحسرتا کہ ساری توجہات کا محور مارشل لاء، کرسیاں، جمہوریت اور سیاسی پارٹیوں جیسے مسئلے تو بن گئے مگر اسلامی نظام کا جو رہا سہا چرچا تھا وہ بھی پس منظر میں ڈال دیا گیا۔

سر دست ان تفصیلات میں گئے بغیر یہاں ہم اس بل کا متن پیش کر رہے ہیں جو حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب سینٹر اور حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کی طرف سے سینٹ کے پہلے اجلاس کے آخری دن ۱۳ر جون ۸۵ء کو پیش کیا گیا، حکومتی حلقوں کے ردّ و قدح اور لیت ولعل کے باوجود محرکین بل اور موئدین کے پرزور اور مدلل تقاریر اور سینٹ کے عام ارکان کی تحسین وتائید کے بعد چار و ناچار حکومت نے اسے کارروائی کے لئے شامل کیا اور اسے سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا۔ اخبارات میں تفاصیل قوم کے سامنے آچکی ہیں

الحمدللہ کہ قیام پاکستان اور قرارداد مقاصد کی منظوری کے بعد یہ پہلا ایک اہم مرحلہ تھا جس سے شریعت اسلامیہ کی بالادستی کے لئے ملک کے ایک اہم ترین ایوان (سینٹ) کے ذریعہ بھی ایک مینڈیٹ (اعتماد وتائید) حاصل ہوا۔ بجا طور پر پڑھے لکھے باخبر حلقوں نے اسے بھی ایک عظیم کامیابی قرار دیا بہت سے علماء کرام، دوستوں، دینی تنظیموں اور دینی درد سے سرشار مسلمانوں نے محرکین کو بھی مبارک باد اور تہنیتی کلمات سے نوازا۔ مگر یہ تو محض خداوند کریم کے فضل وکرم کا کرشمہ تھا۔ جو اسی کی توفیق پر ہے۔ اصل خوشی تو دونوں ایوان سے اس بل کی منظوری اور ملک میں مکمل طور پر نفاذ پر ہونی چاہیئے جس کے لئے پوری قوم کو متحد و منظم ہو کر آواز اٹھانے کیلئے تحریک چلانا ہوگی اور اصل امتحان اور آزمائش تو ارباب حکومت کی تھی۔ کہ وہ مختلف تاخیری حربوں، حیلوں اور شاطرانہ ہتھکنڈوں سے اس بل کو ٹالتی رہی۔ بہرحال نفاذ شریعت کے اس بل نے حکومتوں کو ایک چوراہے پر لا کھڑا کر دیا۔

سینٹ میں پیش کیے جانے کیلئے ایک بل
ملک میں نفاذ شریعت

— چونکہ قرارداد مقاصد کو جو کہ سابقہ دساتیر میں بطور تمہید کے رکھا گیا تھا۔

— جناب صدر مملکت نے اپنے صدارتی اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے دستور مستقل کا حصہ قرار دے دیا۔

— اور چونکہ قرارداد مقاصد میں اس ملک کا حاکم اعلیٰ تشریعی اور تکوینی دونوں حیثیتوں سے رب العالمین خالق کائنات کو تسلیم کیا گیا ہے

— اور چونکہ یہ ملک مسلمانوں کی عملی زندگی کو قرآن اور سنت کے مطابق ڈھالنے کے لئے معرض وجود میں لایا گیا ہے۔

— اور چونکہ اس ملک کے باشندوں کے ساتھ یہ عہد کیا گیا ہے کہ یہاں

قرآن وسنت کا قانون زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی اور نافذ ہوگا۔

— اور چونکہ موجودہ ریفرنڈم اور انتخابات میں عوام نے صدر مملکت اور پارلیمنٹ کو شریعت کے عملی نفاذ کے لئے منتخب کیا ہے۔

— لہٰذا ایوان سینٹ اپنے آئینی اختیارات استعمال کرتے ہوئے حسب ذیل قانون وضع اور منظور کرتا ہے۔

ابتدائیہ

(دفعہ نمبر ۱) نام تاریخ نفاذ اور حدود نفاذ

الف۔ یہ قانون نفاذ شریعت کے نام سے موسوم ہوگا۔

ب۔ یہ قانون منظوری کے مراحل طے کرنے کے بعد فوری طور پر نافذ ہوگا۔

ج۔ یہ قانون اسلامی جمہوریہ پاکستان کے تمام علاقوں اور تمام باشندوں پر نافذ ہوگا۔ البتہ غیر مسلم باشندوں کے شخصی معاملات اس سے مستثنیٰ ہوں گے۔

دفعہ نمبر ۲ شریعت کی قانونی تعریف

الف۔ شریعت سے مراد دین کا وہ خاص طریقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین محمدؐ کے واسطہ سے اپنے بندوں کے لئے مقرر کیا ہے۔

ب۔ شرعی قوانین کا اصل ماخذ قرآن کریم اور سنت رسولؐ ہے

ج۔ اجماع امت کو قرآن اور سنت نے حجت قرار دیا ہے اس لئے جو قانون اجماع امت سے ثابت اور ماخوذ ہو وہ بھی شریعت کا قانون ہے

د۔ جو احکام اُمت کے معتمد اور مستند مجتہدین نے قرآن اور سنت اور اجماع کے قواعد اور ضوابط معینہ کے مطابق مستنبط کر کے مدون کرائے ہیں وہ بھی شریعت ہی کے قوانین ہیں۔ اس لئے کہ قیاس اور اجتہاد کو بشرطیکہ وہ قرآن اور سنت اور اجماع کے خلاف ہو قرآن اور سنت نے حجت قرار دیا ہے۔

شریعت کی بالادستی

(دفعہ نمبر ۳) مقننہ کوئی ایسا قانون یا قرارداد منظور نہیں کر سکے گی جو شریعت کے احکام کے خلاف ہو۔ اگر ایسا کوئی قانون یا قرارداد منظور کر لی گئی تو اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہوگی اور اسے وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا جا سکے گا۔ اور چیلنج کے فوراً بعد عدالت کے آخری فیصلہ تک اس پر عمل درآمد ملتوی ہو جائے گا۔

(دفعہ نمبر ۴) ملک کی تمام عدالتیں ہر قسم کے مقدمات بشمول مالی وغیرہ کے شریعت کے مطابق کیے گئے فیصلوں کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہوگی۔

(دفعہ نمبر ۵) وفاقی شرعی عدالت کا دائرہ اختیار سماعت وفیصلہ بلا کسی استثناء ہر قسم کے مقدمات پر حاوی ہوگا اور عبوری دستوری حکم ۱۹۸۵ء کے دستوری ترامیم کے ذریعہ لگائی گئی پابندیاں فوراً ختم کر دی جائیں گی۔

(دفعہ نمبر ۶) انتظامیہ کا کوئی بھی فرد بشمول صدر مملکت اور وزیر اعظم کے شریعت کے خلاف کوئی حکم نہیں دے سکے گا۔ اگر ایسا کوئی حکم دے دیا گیا ہو تو اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہوگی۔ اور اسے عدالت میں چیلنج کیا جا سکے گا۔

(دفعہ نمبر ۷) حکومت کے تمام عمال بشمول صدر مملکت شرعی عدالت کا فیصلہ ملک کے عام دوسرے باشندوں کی طرح یکساں طور پر نافذ ہوگا اور کوئی بھی ملک کا باشندہ اسلامی قانون عدل کے مطابق عدالتی احتساب سے بالاتر نہیں ہوگا۔

(دفعہ نمبر ۸) مسلمہ اسلامی فرقوں کے شخصی معاملات ان کے اپنے اپنے فقہی مسلک کے مطابق طے کیے جائیں گے۔

(دفعہ نمبر ۹) غیر مسلم باشندگان مملکت کو اپنے بچوں کے لئے مذہبی تعلیم اور اپنے ہم مذہبوں کے سامنے اپنی مذہبی تبلیغ کی آزادی ہوگی اور انہیں اپنے شخصی معاملات کا فیصلہ اپنے مذہبی قانون کے مطابق کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

(دفعہ نمبر ۱۰) تمام عدالتوں میں حسب ضرورت تجربہ کار جید اور مستند علماء دین کا بحیثیت جج اور معاونین عدالت مقرر کیا جائے گا۔

(دفعہ نمبر ۱۱) علوم شرعیہ اور اسلامی قانون کی تعلیم اور ججوں کی تربیت کا ایسا مؤثر انتظام کیا جائے گا کہ مستقبل میں علوم شرعیہ اور خصوصاً اسلامی قانون کے ماہر جج تیار ہو سکیں۔

(دفعہ نمبر ۱۲) قرآن اور سنت کی وہی تعبیر معتبر ہوگی جو صحابہ کرام اور مستند مجتہدین کے عام اصول تفسیر اور علم اصول حدیث کے مسلمہ قواعد وضوابط کے مطابق ہو۔

(دفعہ نمبر ۱۳) انتظامیہ عدلیہ مقننہ کے ہر فرد کے لئے فرائض شریعت کی پابندی اور محرکات شریعت سے اجتناب کرنا لازم ہوگا۔

(دفعہ نمبر ۱۴) تمام ذرائع ابلاغ کو خلافِ شریعت پروگراموں فواحش اور منکرات سے پاک کیا جائے گا۔

(دفعہ نمبر ۱۵) حرام طریقوں اور خلافِ شریعت کاروبار کے ذریعہ دولت کمانے پر پابندی ہوگی۔

(دفعہ نمبر ۱۶) شریعت نے جو بنیادی حقوق باشندگانِ ملک کو دیئے ہیں ان کے خلاف کوئی حکم نہیں دیا جائے گا۔ اگر ایسا کوئی حکم دیا گیا تو اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہوگی اور اسے عدالت میں چیلنج کیا جا سکے گا۔

مسودہ قانون نفاذِ شریعت کے اغراض ومقاصد وجوہ

— مملکت خداداد پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے۔

— اس کی بنیاد اسلام کے نظریہ پر قائم ہے۔

— اس مسودۂ قانون کی غرض وغایت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ملک کے اسلامی نظریہ کا استحکام ہے۔

— اہلِ ملک جو بلا امتیاز عرصہ سے اس نظام کے لئے بے چین ہیں مطمئن کرنا ہے۔

— ملک میں صحیح اسلامی معاشرہ کے ذریعہ امن وامان اور اسلامی مساوات قائم کرنا ہے۔

۱۔ قاضی عبداللطیف رکن انچارج

۲۔ مولانا سمیع الحق رکن انچارج

نفاذِ شریعت بل پر مولانا سمیع الحق کی تقریر

نفاذ شریعت بل پیش کرنے کے بعد مولانا سمیع الحق نے بل کے بارے میں مختصراً حسب ذیل تقریر کی ۔ جو سینٹ میں کی گئی رپورٹنگ کے مطابق پیش ہے ——— (ادارہ)

جناب چیئرمین بہت شکریہ ۔ مولانا سمیع الحق صاحب

مولانا سمیع الحق ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جناب چیئرمین صاحب ۔ جیسا کہ ہمارے محترم قاضی عبداللطیف صاحب نے فرمایا ، ہم اس بل کے ذریعہ اس مشن کی ان محنتوں اور اس جدوجہد کی تکمیل کرانا چاہتے ہیں جو برصغیر کے مسلمانوں نے اس ملک میں اللہ کے دین کے قیام کے لئے قربانیاں دیں ۔ اور پاکستان کا معنی لا الٰہ الا اللہ قرار دیا گیا تھا ۔ پھر موجودہ حکومت نے آٹھ سال مارشل لاء کے دوران مسلسل یہی نعرہ لگایا کہ ہمارا اہم ترین مقصد اس ملک میں دین کی بالادستی اور شریعت کا نفاذ ہے ۔ پھر ہم نے قرارداد مقاصد میں اور پالیسی کے رہنما اصولوں میں خداوند تعالیٰ کی حاکمیت کا وعدہ کیا ۔ جسے اب آئین کا بھی ایک حصہ بنا لیا گیا ہے ۔ قرارداد مقاصد کو کہ اب اللہ کی حاکمیت کیا ہے ، وہ یہی ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے خود تشریح کی ہے ۔

ان الحکم الا للہ

کا حکم اور فیصلہ اور قانون صرف اللہ تعالیٰ کا ہوگا اور صاف فرمایا کہ

وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃٍ اذا قضی اللہ ورسولہ امرًا ان یکون لھم الخیرۃ

جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ؐ نے قرآن وحدیث کے ذریعہ ایک حکم سنا دیا اور فیصلہ دے دیا تو کسی مومن اور مومنہ کسی مرد یا خاتون کو یہ حق نہیں کہ اس کے خلاف وہ رائے دے سکے اور کوئی قانون بنا سکے ۔ پھر اتنے سخت الفاظ فرمائے ۔

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الکٰفرون ہ

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الظٰلمون

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الفاسقون ہ

اور ظالم اور کافر ، فاسق اور کئی الفاظ اللہ تعالیٰ نے کہے ۔

جناب چیئرمین ۔ تو اس بل کے ذریعے ہمارا جو مشن ہے اور حکومت بھی جو اعلانات کر رہی ہے وہ شریعت اسلامیہ کی بالادستی ہے تو اسلامی قوانین کی بالادستی صرف نعروں اور خوشنما بیانات اور تقاریر اور ذرائع ابلاغ پر اس کی اشاعت سے قائم نہیں ہو سکتی ۔ اس کا بنیادی ذریعہ یہ ہے کہ ہم مقننہ ، عدلیہ انتظامیہ ان تینوں اداروں کو شریعت کی بالادستی کے تابع کر دیں تو اس بل میں ہم نے ان تین چیزوں کو بڑی اہمیت دی ہے ۔

(۱) ایک تو مقننہ کو یہ حق نہ ہو کہ وہ کوئی ایسا قانون بنائے جو شریعت کے خلاف ہو ۔ خواہ وہ پارلیمنٹ ہو ، خواہ وہ قومی اسمبلی ہو ، خواہ وہ سینٹ ہو ۔ اگر اس نے کوئی ایسی بات منظور کر لی تو اسے عدالت میں چیلنج کیا جائے ۔

(۲) دوسرا ملک کی تمام عدالتیں ہر قسم کے مقدمات خواہ وہ مالی معاملات ہوں یا غیر مالی ۔ شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے کی پابند ہوں ۔ اور جو بھی شریعت کے خلاف فیصلے کیے گئے ، ان کو قانونی حیثیت نہ دی جائے ۔

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ وفاقی شرعی عدالت کا دائرہ کار ۔ سماعت اور فیصلہ بہ استثناء ہر قسم کے مقدمات پر حاوی ہو ۔

(۴) چوتھی بات یہ ہے کہ انتظامیہ کا کوئی فرد بھی بشمول صدرِ مملکت ، بشمول ، وزیراعظم ، شریعت کے خلاف کوئی حکم نہیں دے سکے گا ۔ اور اگر کوئی ایسا حکم دے دیا تو اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہوگی ۔ اور اس کو عدالت میں چیلنج کیا جا سکے گا ۔

(۵) اور پانچویں بات یہ ہے کہ ہم یہاں غیر مسلم حقوق کا بھی صحیح تحفظ چاہتے ہیں ہم ان سب کو اپنے اپنے مذہب کے مطابق فیصلہ کرنے کا حق دیں گے ۔ ان کے پرسنل لاء میں کوئی مداخلت نہیں ہوگی ۔ اسی طرح غیر مسلم اقلیت کی مذہبی تعلیم ، تبلیغ ، مذہبی قانون کا پورا تحفظ کیا جائے گا ۔

(۶) اور آخری بات یہ ہے کہ شریعت نے جو بھی حقوق اسلامی مملکت کے شہری کو دیئے ہیں ۔ خواہ وہ مسلم ہے یا غیر مسلم ، ان کے خلاف کوئی حکم نہیں دیا جا سکے گا ۔ اور اگر کوئی حکومت اس طرح کے حقوق پر اثر انداز ہونے والے احکام جاری کرے تو اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہوگی ۔ اور اسے عدالت میں چیلنج کیا جا سکے گا ۔

تو جناب چیئرمین صاحب مختصر بات یہ ہے ۔ کہ اس قانون کی غرض و غایت خالص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ملک میں اسلامی نظریہ کا استحکام ہے تاکہ ملک کے تمام باشندے جس نظام کے لئے بے چین ہیں وہ مطمئن ہو جائیں ورنہ خدانخواستہ ہم نے جتنا شد و مد سے اسلام کا نام لیا ہے اور ہم کہتے رہے ہیں کہ اسلامی نظام آگیا ہے ۔ اور لوگوں کو نتیجے میں سوائے بدعنوانی کرپشن ، برائی اور ظلم و ستم کے کچھ نہ ملا ہو ۔ تو لوگ کہیں گے کہ اسلام کا عالم وجود

میں اور حقیقت کی دنیا میں بھی کوئی ایسا ہی تصور ہوگا تو اسلام کے انتظار میں جو لوگوں کا حسین تصور تھا وہ تصور بھی ختم ہو جائے گا۔ اور سمجھا جائے گا کہ اسلام ایسی چیز ہے کہ وہ جاری ہو نہیں ہو سکتی۔ یا اگر جاری ہو بھی جائے تو اس کے مشکلات ختم نہیں ہوں گے۔ بلکہ اور بڑھ جاتے ہیں۔ تو لوگ اسلام ہی سے برگشتہ ہو جائیں گے۔ اس لئے میں کہتا ہوں خدارا اس سینٹ کے ایوان کو یہ شرف اور اعزاز دے دیجئے کہ وہ اس بل کو منظور کرے۔ اور پارلیمنٹ کے مشترکہ حصوں میں جو فضیلت حاصل ہوگئی ہے یہ سینٹ کو حاصل ہو سکے گی تو سینٹ کے میرے تمام ارکان بھی اس کی پرزور حمایت کریں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ جناب وزیر انصاف صاحب۔

پارلیمنٹ کے شریعت محاذ کی سرگرمیاں

۳۰ رستمبر ۸۵ء کو شریعت محاذ گروپ کا ایک ہنگامی اجلاس شام ۴ بجے محاذ کے کنوینر حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے کمرہ ۲ واقع گورنمنٹ ہاسٹل اسلام آباد میں منعقد ہوا۔ حضرتؒ نے صدارت کی۔ حضرت نے افتتاحی مختصر خطاب میں فرمایا۔

شریعت محاذ کے اجلاس سے مولانا عبدالحقؒ کا خطاب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ معزز ساتھیو! آج آپ کو ایک درپیش اہم مسئلہ کے بارہ میں تکلیف دی گئی ہے۔ آپ سب مجھ سے زیادہ اصحاب فہم و فراست ہیں۔ اور اس مسئلہ کی خرابیوں و نقصانات سے آگاہ ہیں جیسے کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے گروپ کے تشکیل کا مقصد ہی نفاذ شریعت کی بالادستی ہے۔ اس لئے ہر گروپ کے اکثر حضرات خواہ ان کے اور نظریات جیسے بھی ہوں اسلامی نظام کے لئے ہمارے ساتھ تعاون کر رہے ہیں ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم نفاذ شریعت کے بارہ میں اپنی سرگرمیوں کو اسمبلی کے اندر اور باہر تیز کریں۔ ہمارا مقصد کسی کو نیچا دکھانا اور نہ کسی کی تذلیل و توہین ہے۔ اور نہ کسی سے ذاتی مخاصمت اور لڑائی ہے۔ بلکہ ہمارا مقصد صرف اور صرف اس ملک میں جس نظریئے کے لئے حاصل کیا گیا تھا یعنی اسلام اس کی صحیح معنوں میں نفاذ اور بالادستی ہے۔ اس سلسلہ میں نہ ہم کسی کے دباؤ میں آئیں گے اور نہ کسی لومۃ لائم کی پرواہ کریں گے۔

اس موجودہ درپیش مسئلہ میں آپ حضرات غور و فکر فرما کر تجاویز پیش فرمائیں اور کسی اتفاقی قرارداد کے ذریعے حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ اس آٹھویں بل سے ان غیر اسلامی دفعات کو خارج کیا جائے۔

اس کے بعد پھر ارکان کے درمیان متذکرہ ترمیم پر بحث و تمحیص کے بعد ایک متفقہ قرارداد تیار کر کے تمام ارکان اسمبلی میں تقسیم کر دی گئی۔ جس کا متن حسب ذیل ہے۔

قرارداد اسلام آباد ۳۰ رستمبر ۱۹۸۵ء۔ پارلیمانی شریعت محاذ کا ایک ہنگامی اجلاس آج بعد دوپہر ایم این اے ہوسٹل میں رکن قومی اسمبلی اور کنوینر شریعت محاذ مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک کے علاوہ سینیٹر قاضی حسین احمد۔ اور ارکان اسمبلی حاجی سیف اللہ۔ مولانا معین الدین لکھوی۔ ڈاکٹر شیر افگن خان۔ مولانا وصی مظہر ندوی۔ محمد عثمان رمز۔ مولانا گوہر رحمان۔ سید اسعد گیلانی مولانا محمد عنایت الرحمن۔ مظفر ہاشمی۔ صاحبزادہ فتح اللہ۔ حاجی فضل رزاق۔ اور مولانا عبدالحق بلوچ وغیرہ نے شرکت کی۔ اجلاس نے ایک متفقہ قرارداد منظور کی جس کے ذریعہ حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ دستور کی دفعہ ۲۰۳ (بی) کے ذیلی سیکشن (سی) میں ترمیم کر کے وفاقی شرعی عدالت کو دستور، مسلم پرسنل لاء، قانونی طریق کار اور مالیاتی قوانین سمیت ہر قسم کے قوانین کا قرآن و سنت کی روشنی میں جائزہ لینے اور ان کے بارے میں فیصلہ کرنے کا حق دیا جائے۔ پارلیمانی شریعت محاذ نے پارلیمنٹ کے تمام ارکان سے اس سلسلہ میں تعاون کی اپیل کی ہے۔ متفقہ طور پر منظور کردہ قرارداد کا متن درج ذیل ہے۔

"حکومت، اسلامی جمہوریہ پاکستان کی قومی اسمبلی سے مارشل لاء انتظامیہ کے تمام قوانین و ضوابط، احکام و فرامین اور فیصلوں کی غیر مشروط توثیق کا بل منظور کرانا چاہتی ہے۔ ظاہر ہے کہ غیر مشروط طور پر تسلیم تو صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام ہی کیے جا سکتے ہیں۔ کسی انسان یا انسانوں کے گروہ کے بنائے ہوئے قوانین کو غیر مشروط طور پر تسلیم نہیں جا سکتا۔ مارشل لاء انتظامیہ نے ۱۹۷۳ء کے دستور میں جو ترامیم کی ہیں ان میں ایک دفعہ ۲۰۳ ب (ج) ہے جس میں کہا گیا ہے کہ مسلم پرسنل لاء مالی قوانین عدلیہ کا طریق کار اور دستور وفاقی شرعی عدالت کے دائرہ اختیار سے خارج ہوں گے۔ یہ دفعہ قرآن و سنت کی بالادستی اور شریعت کے احکام کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ قرآن کریم میں شریعت کی بالادستی کو عملاً نافذ کرنے اور زندگی کے ہر شعبے میں اس کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ سورت الجاثیہ آیت نمبر ۱۸ میں ارشاد خداوندی ہے۔ "شریعت کی پیروی کرتے رہو اور ان لوگوں کی خواہشوں کی پیروی نہ کرو جو نادان ہیں۔" سورۃ النساء کی آیت ۶۵ میں آیا ہے کہ "تیرے رب کی قسم وہ لوگ مومن نہیں ہیں جو ہر معاملے کا فیصلہ شریعت کے مطابق کرانے کے لئے آمادہ نہ ہوں۔ سورۃ النساء آیت ۶۰، ۶۱ میں فرمایا گیا ہے۔ کہ "منافقین دعویٰ تو ایمان کا کرتے ہیں لیکن فیصلہ طاغوتی قانون پر کرانا چاہتے ہیں۔ (یعنی غیر شرعی قانون پر) اور جب ان کو قرآن و سنت کے احکام کی طرف بلایا جاتا ہے تو پہلو تہی کرتے ہیں۔"

دفعہ ۲۰۳ بی اس قرارداد مقاصد کی بھی صریح خلاف ورزی ہے جو نہ صرف ہمارے تمام دساتیر کی بنیاد رہی ہے۔ بلکہ موجودہ حکومت نے اسے دستور کے متن اور قابل نفاذ حصہ میں شامل کیا ہے۔ اس قرارداد مقاصد میں یہ بات صراحت کے ساتھ درج ہے کہ حاکمیت اعلیٰ صرف

اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ اور عوام کے نمائندے اپنے اختیارات کو اس کی مقرر کردہ حدود کے اندر ہی استعمال کر سکتے ہیں۔

امید ہے کہ معزز ارکان اس بل پر غور کرتے وقت مندرجہ بالا حقائق کو سامنے رکھیں گے۔

مولانا عبدالحق کی قیادت میں وزیراعظم سے ملاقات

مورخہ ۸/۱۰/۸۵ کو حضرت مولانا عبدالحق کنوینر قومی اسمبلی شریعت محاذ گروپ کے زیر قیادت ایک وفد نے وزیراعظم پاکستان محمد خان جونیجو سے ان کے چیمبر میں ملاقات کی اور ان سے آٹھویں ترمیمی بل کی دفعہ ۲۰۲ کے غیر اسلامی شقوں کے بارہ میں گفتگو کی۔ نیز ان سے متفقہ مطالبہ کیا کہ ترمیمی بل سے اس غیر اسلامی اور غیر جمہوری دفعہ کو خارج کیا جائے۔ اس وفد میں حضرت مدظلہ کے علاوہ جماعت اسلامی سے متعلق تمام ارکان اسمبلی بریلوی مکتبۂ فکر کے علامہ عبدالمصطفٰے الازہری۔ مولانا رحمت اللہ جھنگ محترم شاہ تراب الحق، ان کے دیگر ہم خیال ساتھیوں اور حکومتی گروپ کے محترم نثار محمد خان مشیر وزیراعظم، بیگم کلثوم سیف اللہ، جناب میر نواز خان مروت اور دیگر کئی ارکان نے شرکت کی۔

شریعت بل کے لئے تحریک

ریفرنڈم اور انتخابات کے بعد نئی سویلین حکومت قائم ہوئی مارشل لاء بھی اٹھا لیا گیا۔ مگر آٹھ سال کے طویل عرصہ میں قانونِ شریعت کا نفاذ اور اسلامائیزیشن کے عمل کی تکمیل تو کجا اب کے جمہوری دور میں گزشتہ دور کے کیے گئے بعض اسلامی اقدامات کی حیثیت بھی کمزور اور مخدوش ہوتی رہی۔

جناب صدر ضیاء الحق اور نئی حکومت کی ساری توجہات کا محور مارشل لاء کے خاتمے، جمہوریت کی بحالی، اختیارات کی تقسیم سیاسی پارٹیاں، وزارتیں اور اقتدار کے تحفظ و استحکام جیسے مسئلے تو بن گئے مگر ملک کے جمہور کی عظیم اکثریت یوم اول سے نظامِ شریعت، قرآنی دستور اور اسلامی آئین کے لئے تڑپ رہی تھی۔ کہ صحیح جمہوری حقوق اور قدیم ترین مطالبہ نفاذ شریعت کو پس منظر میں ڈال کر جمہوری اقدار کو پامال کیا جا رہا ہے

اگر ایک طرف لادینی عناصر ایک قوت بن کر دینی احکام سے کھلی بغاوت اسلامی قوانین اور مذہبی شعائر کا کھلم کھلا مذاق اڑانے کے منصوبے بنا کر میدان میں اتر آئے، دین دشمن طاقتیں جو غیر ملکی ایجنٹ اور بڑی طاقتوں کے آلہ کار ہیں ایک خاص منصوبہ بندی کے ساتھ ملک کو ایک روح فرسا اور بدترین انقلاب اور طوفان بلاخیز سے دوچار کرنے کی راہ اختیار کر چکے تھے کہ ملکی سالمیت اور ملی وحدت کا سفینہ ساحل مراد پر پہنچنے سے قبل سیلاب کی نظر ہو جائے

ایسے حالات میں کشتیٔ ملت کو منجدھار اور طلاطم خیز طوفان سے نکالنے اور سالمیت و عافیت سے ساحلِ مراد تک پہنچانے کا صرف اور صرف ایک ہی راستہ تھا اور وہ تھا نظامِ شریعت کا مکمل نفاذ ــــــــ جو ملکی سالمیت، بقاء و تحفظ، ترقی و استحکام، معاشی عدل و انصاف قوم کی فکری و جذباتی ہم آہنگی، اتحادِ امت اور وحدتِ ملت کا ضامن ہے۔

الحمد للہ کہ سینیٹ کے پہلے ہی اجلاس کے آخری دن ۱۳ جون ۱۹۸۵ء کو حضرت مولانا سمیع الحق اور مولانا قاضی عبداللطیف نے سینیٹ میں اسلامی نظام اور قرآنی دستور کا ایک آئینی خاکہ "شریعت بل" کے نام سے پیش کیا۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ رفقاء و اراکین کے بھرپور جدوجہد سے لمبے بحث کے لیے منظور کر لیا گیا۔

کاش! حکومت محض نعروں، بے مقصد وعدوں اور پروپیگنڈے کی بجائے بغیر کسی ہچکچاہٹ، لیت و لعل اور خوفِ لومۃ لائم کے اپنے اثر و رسوخ سے اسے ایوان سے منظور کرا لیتی تو آج ملکی حالات کا نقشہ کچھ اور ہوتا مگر شریعت بل کو پیش ہوئے ابھی ۱۰ ماہ مکمل ہوئے تھے کہ ملک و بیرون ملک کی اسلام دشمن طاقتیں اور لادینی عناصر شریعت بل کو ناکام بنانے کی سر توڑ کوششوں میں مصروفِ کار ہو گئے، ذمہ دار سرکاری حلقوں کی طرف سے بھی شریعت بل کو ٹالتے، التواء اور سرد خانے میں ڈال دینے کی کوشش کی جاتی رہی۔ تین ماہ کے لئے شریعت بل کو مشتہر کرنے کی تجویز بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی تھی مگر بحمداللہ علومِ نبوت کے ورثاء، اربابِ علم و فضل، دانشور اور ملک بھر کا ذی شعور طبقہ بالخصوص ولی اللّٰہی مشن کی علمبردار جماعت جمعیۃ علماء اسلام کے اکابرین اور معاملہ فہم قائدین اسلامی آئین کے اس نازک ترین مرحلہ و امتحان کے موقعہ پر وقت کھوئے بغیر میدانِ عمل میں کود آئے۔

کراچی کی عظیم مثالی اور تاریخی نفاذِ شریعت کانفرنس اور علماء کراچی کی شریعت بل کی دستخطی مہم فوری اور وسیع تحریک پاکستان کے غیور شہریوں کے دینی و سیاسی شعور اور ان کے قومی و ملی جذبات، ملکی حالات اور مستقبل کے کردار و خدمات کے عزائم اور ہر باطل قوت کے خلاف بغاوت و اعلانِ جہاد سے پورے ملک میں بیداری کی لہر دوڑ گئی۔ چنانچہ چند ایک دنوں میں کراچی سے لے کر پشاور تک شریعت بل کے فوری نفاذ کے لئے دستخطی مہم عروج تک پہنچ چکی۔ جو اہل اقتدار اور اربابِ بسط و کشاد کے لئے اتمامِ حجت اور ایک عظیم چیلنج کی صورت اختیار کر چکی تھی۔

شریعت بل کی منظوری و نفاذ کی دستخطی مہم کے سلسلہ میں کراچی کے اکابر علماء مفتی اعظم پاکستان مفتی مولانا ولی حسن صاحب، مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب اور مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی کی ایک اپیل بھی درج کی جاری ہے جس سے معاملہ کی اہمیت اور ضرورت پر مزید روشنی پڑے گی ــــــــ

مکرم و محترم زیدت عنایاتہم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مزاج گرامی! آنجناب کو معلوم ہوگا کہ مولانا سمیع الحق اور قاضی عبداللطیف کا پیش کردہ "شریعت بل" سینیٹ میں زیر بحث رہا۔ اور اب سینیٹ نے

اسے عوام کی رائے معلوم کرانے کے لئے اخبارات میں مشتہر کرادیا (اس کی کاپی آپ کی خدمت میں بھیجی جارہی ہے) ملک کے تمام لادینی طبقات وافراد کی کوشش ہے کہ "شریعت بل" نافذ نہ ہو۔ اس کے لئے اخبارات ورسائل میں مضامین لکھے جارہے ہیں اوران طبقات کی سرتوڑ کوشش ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کی آراء اس بل کی مخالفت میں سینٹ کے سیکرٹریٹ کو بھجوائیں۔ اس ضمن میں ہر وہ شخص، جو اس ملک میں اسلام کا بول بالا دیکھنا چاہتا ہے، اس کا فرض ہے کہ اس بل کی حمایت اور لادین طبقات کی مساعی مشئومہ کو ناکام بنانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کرے اور اس کے لئے جو کوشش بھی ممکن ہو، کرگزرے ورنہ اندیشہ ہے کہ لادینی طبقات اس ملک میں "شریعت بل" کو ہمیشہ کے لئے دفن کرادیں۔ اور شریعت کی بالادستی کا نام لینا بھی نہ رہے۔

بہرحال یہ "شریعت بل" موجودہ صورتِ حال میں اہل ملک کے ایمان ونفاق کے پرکھنے کی کسوٹی بن گیا ہے۔ اس لئے کوئی مسلمان جس کے دل میں خدا اور رسول کی عظمت ہو اور وہ شریعت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) پر ایمان رکھتا ہے، اس کی طرف سے اس بل کی حمایت نہ ہو، خدا اور رسول سے غداری کے مترادف ہے۔ اس سلسلہ میں آنجناب سے درخواست ہے کہ مندرجہ ذیل تجاویز پر عمل فرمائیں، اور ایک تحریک کے طور پر دوسروں کو بھی ان تجاویز پر عمل کرنے کی تلقین کریں۔

۱۔ ہر مسجد میں جمعہ کے خطبات میں شریعت بل کا متن پڑھ کر سنایا جائے۔ اس کی اہمیت وضرورت پر روشنی ڈالی جائے، اور اس مضمون کی قراردادیں منظور کرائی جائیں کہ ہم اس بل کی مکمل حمایت کرتے ہیں۔ اس کو بغیر کسی مزید ترمیم کے فی الفور نافذ کیا جائے۔

۲۔ ہر علاقے اور حلقے کے علماء وکلاء، اداروں، تنظیموں اور عوام کی طرف سے شریعت بل کی حمایت میں خطوط بھیجے جائیں، آپ کے علاقے میں کوئی ایسا فرد نہیں ہونا چاہیئے، جس کی طرف سے اس کی حمایت نہ کی جائے۔

۳۔ اس سلسلے میں جلسے منعقد کیے جائیں اور ان جلسوں کے ذریعہ عوام کے جذبات سینٹ اور حکومت تک پہنچائے جائیں۔

۴۔ مختلف افراد واداروں کی طرف سے اخبارات واشتہارات کے ذریعہ حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ "شریعت بل" کو ٹال کر خدا اور رسول کے غضب کو دعوت نہ دے، ورنہ اندیشہ ہے کہ حکومت اور ملک کو اس کی کڑی سزا ملے۔

کتنے تعجب کی بات ہے کہ اسلام کا دعویٰ کرنے والے خدا تعالیٰ کی شریعت کے نفاذ میں ٹال مٹول سے کام لے رہے ہیں۔

اپیل کنندگان: مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی ولی حسن صاحب جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی۔

حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب مہتمم جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی۔

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی۔

شریعت بل کی تشہیری اور تحریک نفاذ شریعت کی پیش رفت

تاریخ انسانیت گواہ ہے کہ علوم نبوت کے ورثاء، مشائخ عظام، فضلاء کرام اور علماء حق نے ہر دور میں ظلمت کدۂ جہالت میں شمعِ حق فروزاں رکھی اور اسلام کی شان کو بلند رکھا۔ انہی کے مساعی، بروقت رہنمائی، بے لوث قیادت وشجاعت سے چمنستان دعوت وعزیمت کی رونقیں قائم ہیں ارباب عزیمت اور حق پرست علماء کے اس لازوال کردار کو تاریخی تسلسل حاصل ہے۔ ماحول اور سوسائٹی کی ناساعدت اور نازک سے نازک حالات بھی انہیں جادۂ حق اور اعلاء کلمۃ الحق کے فریضہ کی ادائیگی سے نہ روک سکے

شریعت بل کے سلسلے میں مملکتِ خداداد پاکستان ایک خطرناک، نازک ترین اور فیصلہ کن مرحلہ سے گزر رہی تھی۔ سرحدات پر خطرات کے بادل منڈلا رہے تھے۔ غیر ملکی اشاروں پر مفاد پرست عناصر آخری کھیل کھیلنے کا فیصلہ کرچکے تھے ارباب اقتدار نفاذ شریعت بل کی منظوری ونفاذ میں منافقت اور صد درجہ بزدلی کا مظاہرہ کرکے تاخیری حربے استعمال کررہے تھے۔ ادھر عیاش اور فحاش طبقہ کھلم کھلا شریعت بل کے خلاف جلسے جلوس، ہنگامے کرکے حکومت پر دباؤ ڈال رہے تھے۔ ایران کے اشاروں پر خمینیت کے علمبرداروں نے شریعت بل کے خلاف تحریک چلانے اور لکھنؤ ایجی ٹیشن کی یاد تازہ کردینے کی دھمکی دے دی تھی۔

حیرت اس پر تھی کہ بعض مذہبی جماعتوں نے بھی شریعت بل کو لادینی جمہوریت اور مغربی سیاست کے سیاہ چشموں سے دیکھا اور ایک روشن حقیقت بھی انہیں تاریک نظر آئی ؎

نہیں غم کہ دشمن ہے سارا زمانہ
مگر آہ کہ تم نے بھی اپنا نہ جانا

دوسری طرف وہ ظالم اور لادینی قوتیں جنہیں پوری قوم نے ۱۹۷۷ء میں بے مثال اور زبردست قربانیاں دے کر مسترد کردیا تھا، سوشلزم کا وہی عفریت ایک نئے رنگ ڈھنگ، نئے جوش وجذبہ نئی للکار اور پکار کے ساتھ میدان میں آکودا۔ ع

اگرچہ پیر ہے مومن جواں ہیں لات ومنات

ایسے حالات میں انقلاب برائے اسلام کی بجائے، محض مغربی جمہوریت کی بحالی اور محض انقلاب کی خاطر ایجی ٹیشن، پیشاب کو شراب سے دھونے کے مترادف تھا اور اپنے ہاتھوں ملک کو تباہی کی انتہاء گہرائیوں میں دھکیلنا تھا ملک اسلام کے نام پر قائم ہوا، جمہور مسلمانوں کا مطالبہ بھی نفاذِ اسلام

کا ہے لہٰذا ایسے حالات میں اہلِ اسلام بالخصوص علماءِ امت اور مذہبی جماعتوں کا یہ فرض تھا کہ وہ جماعتی اور گروہی تعصب سے بالاتر ہو کر صرف اور صرف نفاذِ شریعت کی تحریک چلائیں۔ بمقتضائے حدیث بحری قذاقوں کی سرکوبی کے لئے کشتی کے چھت پر مورچہ بندی کے بجائے اس دشمن پر نظر رکھنا ضروری تھا جس نے کشتی کے نیچے سے تختہ نکال کر سوراخ کر دیا ہے اگر ادھر توجہ نہ کی گئی تو بحری قذاقوں کی تاک میں رہنے والے لقمۂ اجل بن جائیں گے۔

الحمدللہ کہ جمعیۃ علماء اسلام جو حضرت شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز کے علوم و افکار کی ترجمان سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی قربانیوں کی امین مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے عزم اور ولولۂ جہاد کی محافظ، شیخ الہند مولانا محمود الحسن اور بطلِ جلیل مولانا سید حسین احمد مدنی حکیم الامت حضرت تھانویؒ، شیخ التفسیر حضرت لاہوریؒ، شیخ الاسلام حضرت عثمانیؒ، امیر شریعت سید عطا اللہ بخاریؒ اور حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی وراثت اور عظمتوں کی حامل جماعت ہے، دین کی حفاظت و اشاعت اور حریم اسلام کی حراست اور مدافعت میں کسی غفلت و مداہنت اور حالات کے دھارے میں بہہ جانے کی بجائے دینی و ملکی حالات کے ہر گوشہ پر جامع اور ہمہ گیر انداز میں مخلصانہ اور اجتماعی سوچ و بچار کے بعد میدانِ عمل میں مصروف کار رہی اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم اس جماعت کے رہنما و سرپرست تھے۔ اور حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ اس کے مرکزی سیکرٹری جنرل

مولانا عبدالحق کے دورۂ سرحد اور علماء کنونشنوں کا انعقاد

شریعت بل جسے ایوان نے بطور ایجنڈا کے منظور کیا تھا مگر حکومت نے تاخیری حربوں اور منافقانہ رویے کی وجہ سے اسے تین ماہ کے لئے مشتہر کر دیا بظاہر یہ مرحلہ اہل اسلام کے لئے حیرت انگیز اور مایوس کن تھا۔ مگر قدرت کو اس کے ذریعہ کچھ اور ہی منظور تھا۔ شریعت بل کی حمایت میں کراچی سے خیبر تک عظیم تحریک چلی اہلِ اسلام نے پھر سے نظامِ اسلام سے مضبوط وابستگی کا اظہار کیا، خوابیدہ جذبات بیدار ہوئے ولولے تازہ ہو گئے اور یاس و قنوط کے بادل چھٹ گئے۔ اربابِ اقتدار اہلِ ہویٰ و الحاد روسی امریکی ایجنٹوں عیاش و فحاش اور لادین عناصر کی آنکھیں اس وقت چندھیا گئیں دینی زوال و اندراس کا خواب دیکھنے والے حواس باختہ ہو گئے جب یادگار سلف محدثِ کبیر قائدِ تحریکِ نفاذِ شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ نے پیرانہ سالی، ضعف و نقاہت کے باوجود صوبہ سرحد میں ڈویژنوں کی سطح پر حقانی فضلاء اور علماء کنونشن بلائے، انہیں احساس ذمہ داری اور فرضِ منصبی یاد دلایا۔ جب کہ اس سے قبل حضرت شیخ الحدیث کے مشورہ سے شریعت بل کے محرک مولانا سمیع الحق نے ضلع دیر کے علماء بالخصوص دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء سے ملنے اور تحریک نفاذِ شریعت کے لئے فضاء ہموار کرنے کے سلسلہ میں سہ روزہ پروگرام بنایا۔ اس دورہ میں علماء کا ایک وفد آپ کے ہمراہ تھا احقر بھی رفاقت کی سعادت حاصل رہی وہاں کے مشائخ علماء اور فضلاء کے خصوصی اجتماعات اور کئی ایک مرکزی مقامات پر جلسہ ہائے عام سے خطاب بھی فرمایا ضلع دیر میں پھیلے ہوئے دارالعلوم کے تین سو فضلاء کیلئے مولانا سمیع الحق کی تشریف آوری نعمتِ غیر مترقبہ تھی اس لئے انہوں نے ہر جگہ آپ کا شایانِ شان استقبال کیا اور پروگراموں کی ترتیب میں زیادہ سے زیادہ استفادہ کو ملحوظ رکھا۔

ادھر کراچی کے اکابر علماء جمعیۃ علماء اسلام کے رہنما، بالخصوص وہاں پھیلے ہوئے دارالعلوم کے سینکڑوں فضلاء کے شدید اصرار و مطالبہ پر مولانا سمیع الحق نے ۱۶ اپریل سے ۲۲ اپریل ۸۶ء تک کا وقت کراچی، حیدرآباد اور میرپور خاص کے لئے دے دیا۔ چنانچہ وہاں بھی آپ کے پروگرام کو زیادہ سے زیادہ نافع بنانے کے لئے علماء اور وکلاء کے خصوصی اجتماعات کے علاوہ کثرت سے اجتماعات کے پروگرام بنائے گئے جگہ جگہ پر خلوص اور والہانہ استقبال ہوئے خصوصی اجتماعات و خطابات کے علاوہ اہم مرکزی مقامات پر جلسہ ہائے عام کیے گئے۔ بحمداللہ کراچی کے علماء بالخصوص دارالعلوم کے فضلاء جمعیۃ علماء اسلام اور سوادِ اعظم اہلِ سنت کے بزرگوں کی سرپرستی اور مخلص کارکنوں کی زبردست محنت سے ساڑھے پانچ لاکھ افراد نے شریعت بل کی حمایت میں فارم پر کیے جنہیں پندرہ پیٹیوں میں بند کر کے وہاں کے علماء کے ایک وفد نے مولانا سمیع الحق کی قیادت میں سینٹ کے چیئرمین کے حوالے کر دیئے، کراچی میں مولانا سمیع الحق کی تحریکِ نفاذ شریعت کے سلسلہ میں ہفتہ بھر کی مساعی اور پروگرام کارروائی اور تقاریر کراچی کے اخبارات تفصیل سے شائع کرتے رہے۔ اس دوران حیدرآباد کے استقبالیہ میں بھی شرکت کی اور میرپور خاص بھی گئے۔ جہاں ان کی نہایت پرتپاک پذیرائی کی گئی اور کئی پروگرام ترتیب دیئے گئے تھے۔ ادھر خود شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ سب سے پہلے ۱۰ اپریل کو ہزارہ ڈویژن کی سطح پر علماء کنونشن کے لئے مانسہرہ تشریف لے گئے۔ ۱۳ اپریل کو مردان ۱۶ اپریل کو بنوں اور ۲۱ اپریل کو پشاور کے علماء کنونشن میں شرکت فرمائی اِن تمام کنونشنوں میں احقر مرتب کو بھی حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی رفاقت و خدمت حاصل رہی ہر کنونشن میں خطاب کا موقع بھی ملتا رہا۔ بنوں کے تاریخی کنونشن میں حضرتؒ کی جانب سے اُن کی موجودگی میں پونا گھنٹہ خطاب کیا۔

ہر جگہ ہزاروں علماء دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء دیندار مسلمانوں اور جمعیۃ علماء اسلام کے مخلص کارکنوں نے حضرت مدظلہ کا زبردست اور شاندار استقبال کیا۔ موٹروں، بسوں، ویگنوں، سوزوکیوں، کاروں اور سکوٹروں کے میلوں لمبے جلوس نکالے، سب سے پہلا پروگرام مانسہرہ کا تھا

جہاں کا استقبالی جلوس اور علماء کا عظیم اجتماع تاریخی تھا۔

مولانا عبدالحق کا اعلان جہاد اور بیعت علی الجہاد

کونشن میں اولاً شریعت بل کے محرک مولانا سمیع الحق نے ملکی حالات سیاسی صورتِ حال، جماعتی پروگرام علماء کی ذمہ داریاں، نازک ترین حالات میں محتاط لائحہ عمل اور تحریکِ نفاذِ شریعت و اہمیت پر بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ ان کے بعد جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی رہنما مولانا محمد اجمل خان کی ولولہ انگیز تقریر سے جذب وشوق اور جذبۂ جہاد و حریت کا زبردست سماں بندھا مولانا نے حضرت شیخ الحدیثؒ کی اس ضعف و نقاہت اور پیرانہ سالی میں ہزارہ کے سنگلاخ پہاڑی علاقہ میں تشریف آوری کو قدرت کے غیبی اور تکوینی امور سے دین الٰہی کی غیبی نصرت قرار دیا اور اس موقعہ کو غنیمت سمجھتے ہوئے حضرت شیخ الحدیثؒ کے دستِ حق پرست پر نفاذِ شریعت کے لئے بیعت کرنے کی تجویز پیش کی ہزاروں علماءؒ نے فوراً تائید کی اور بیعت کے لئے بڑے پرخلوص اور والہانہ انداز میں لپک پڑے۔

قائد شریعت کا خطاب

چنانچہ اخباری اطلاع کے مطابق ہزارہ ڈویژن کے تین ہزار علماء نے تحریکِ نفاذِ شریعت کے لئے آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور آپ کو قائدِ شریعت کا خطاب دیا۔ ۱۴ر اپریل کو مردان کے علماء کنونشن میں ڈیڑھ ہزار اور ۱۶ر اپریل کو بنوں کے علماء کنونشن میں ۵ ہزار علماء کرام نے نفاذِ شریعت کے لئے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

۲۷ر اپریل کو پشاور میں صوبہ سرحد کے مختلف اضلاع سے آئے ہوئے اکابر و مشائخ، سینکڑوں علماء اور دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء صوبائی علماء کنونشن میں شریک ہوئے۔ شریعت بل منوانے، نفاذِ شریعت کی پُرزور تحریک چلانے اور نظامِ شریعت کی بالادستی کی خاطر ہر قسم کی قربانیاں دینے کا عزم کیا اور حضرت شیخ الحدیثؒ کی قیادت میں جہادِ مسلسل کی خاطر آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت بھی کی۔

ان اجتماعات میں حضرت شیخ الحدیثؒ کے مختصر خطاب کے کچھ ضروری حصے نذرِ قارئین ہیں۔

قائدِ شریعت حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے ارشادات

علماء کنونشن مانسہرہ جامع مسجد ناڑی
۱۰ر اپریل ۱۹۸۶ء

بعد الخطبہ

محترم بزرگو اور دوستو!

آج آپ کی خدمت میں حاضری کی سعادت اور ملاقات کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں چلنے پھرنے کا نہیں اٹھنے بیٹھنے کا نہیں، بات کرنے کی بھی طاقت نہیں، ہر لحاظ سے ضعف اور کمزوری ہے۔ ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق۔ والا معاملہ بن گیا ہے مگر اس کے باوجود حاضرِ خدمت ہوا ہوں کہ آج اہالیانِ پاکستان اور نو کروڑ اہل اسلام کے امتحان کا وقت ہے کہ اہلِ اسلام کیا چاہتے ہیں؟ سیکولرازم چاہتے ہیں، سوشلزم چاہتے ہیں، دہریت چاہتے ہیں، یا پھر دینِ اسلام چاہتے ہیں اور اس کے مکمل نفاذ کی بقاء تحفظ کے لئے خود کو بھی اور اپنے سب کچھ کو قربان کر دینا چاہتے ہیں۔

ریفرنڈم اسلام کے نام پر ہوا، غیر جماعتی انتخابات اسلام کے نام پر ہوئے، ملک اسلام کے نام پر بنا ان حالات اور ایسے پس منظر اور ناقابل تردید حقائق کا تقاضا تو یہ تھا کہ موجودہ حکمران اول روز یہ اعلان کر دیتے کہ ہمارا قانون اسلام ہے۔ ہمارے ملک کا نظام اسلام ہوگا لیکن بدقسمتی سے نئی حکومت کو بھی ایک سال مکمل ہوگیا مگر وہ مسئلہ جس کے لئے ملک بنا تھا جوں کا توں باقی ہے ـــــ مارشل لاء ایک آرڈر سے لگا دیا گیا اور پھر ہٹا دیا گیا ہنگامی حالات اٹھا دیئے گئے، جمہوریت بحال کر دی گئی۔ آئین میں ترامیم کے بل پاس کر دیئے گئے، سب کچھ ہوا مگر قوم کو کیا ملا، نظریہ پاکستان کی پاسداری کتنی ہوئی، صرف آج ہی نہیں ۳۸ سال سے اسلام کے ساتھ مذاق کیا جا رہا ہے۔ اور آج تک نظام شریعت نافذ نہ ہو سکا۔

اگر مارشل لاء ایک ہی اعلان سے لگ بھی سکتا ہے اور اٹھ بھی سکتا ہے۔ تو اسلام کو کیوں نافذ نہیں کیا جا سکتا۔

اب پھر شریعت بل کو مشتہر کرکے پوچھا جا رہا ہے کہ تم اسلام چاہتے ہو کہ نہیں چاہتے، ایسے تاخیری حربوں سے اور ایسے سوالات سے ۹ کروڑ مسلمانوں کو پریشان کیا جا رہا ہے۔

محترم بزرگو! دیکھو! حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ لیکن اگر کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور اس نے اپنے دعویٰ کا اعلان کر دیا۔ کسی مسلمان نے سنا اور مدعی نبوت سے معجزہ اور اس کی نبوت کی صداقت کی دلیل طلب کی تو علماء کہتے ہیں کہ جھوٹے کی نبوت کی دلیل طلب کرنے والا بھی کافر ہوگیا۔ اب حکومت نے پھر سے لوگوں سے استفسار شروع کر دیا کہ اسلام چاہتے ہو یا نہیں اسلام سے چاہت و محبت کا اظہار ہر دور میں ہر حالت میں مسلمانوں پر فرض ہے اب اس معمہ سے پھر سے ۹ کروڑ مسلمان پریشانی میں مبتلا ہوگئے۔

میں اس ضعف اور پیرانہ سالی میں اس لئے گھر سے نکلا ہوں کہ مسلمانوں کو خبردار کر دوں اور ان سے اپیل کروں کہ وہ متحد ہو کر حکومت پر واضح کر دیں

کہ ہم صرف اسلام چاہتے نہیں بلکہ اس پر عمل بھی کرتے ہیں اور ملک میں اس کو نافذ بھی کرانا چاہتے ہیں۔ آج یہ مانسہرہ کا نہیں بلکہ تمام پاکستان کا اجتماع ہے۔ اس میں کوہاٹ، بنوں، پشاور، لاہور اور کراچی سے بھی نمائندے شریک ہیں۔ میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ نفاذِ شریعت کی تحریک میں غفلت، تساہل، اور خاموشی اور مداہنت کا مظاہرہ نہ کیا جائے۔ آپ حضرات نے نفاذِ شریعت کے لئے میرے ہاتھ پر بیعت کی اور مجھے یہ عزت بخشی، واقعہ یہ ہے کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ تاہم آپ میرے بزرگ ہیں۔ اور میں بزرگوں کا حکم بجا لایا۔ اور اسی کو اپنے لئے سعادت سمجھتا ہوں۔ اب اس کے بعد آپ کا اور تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ کوئی لمحہ ضائع کیے بغیر نفاذِ شریعت کی مہم شروع کر دیں، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اسلام کو ترجیح دیں، اسلام کی دعوت دیں۔ اسلام کا ذکر کریں جیسے سلمان فارسی سے کسی نے کہا کیا نام ہے۔ فرمایا! میرا نام اسلام ہے، کہا باپ کا نام کیا ہے۔ فرمایا اسلام، کہا ملک کا نام کیا ہے فرمایا اسلام۔ ہمیں اسلام کے بارے میں کوئی تذبذب نہیں ہے، آج جو نعرے لگ رہے ہیں یہ خطرناک سیلاب آرہا ہے۔ وہ اسلام کے خلاف ایک منصوبہ اور سازش ہے۔ آپ سب متحد ہو کر حکومت پر واضح کر دیں کہ صرف اور صرف اسلام چاہتے ہیں۔ آپ حضرات خود علماء ہیں آپ نے میرے ہاتھ پر بیعت کر کے مجھ پر بڑا بوجھ ڈال دیا ہے مگر اب آپ کو بھی ایک وعدہ کرنا ہوگا۔ آپ وعدہ کریں اس کے بعد آپ کی زندگی اسلام کے نفاذ و اجراء کے لئے وقف ہوگی اور جب تک مکمل نظامِ اسلام نافذ نہیں ہو جاتا۔ آپ آرام سے نہ بیٹھیں گے۔

بہرحال میں تو ملاقات کے لئے حاضر ہوا تھا اور یہ پیغام دینے کے لئے کہ ہم ملک میں صرف اور صرف نظامِ اسلام کا نفاذ اور مکمل اجراء چاہتے ہیں۔ اگر یہ واقعہ ہے اور آپ کے بھی یہی جذبات ہیں تو پھر عملی میدان میں کام کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

مردان مدرسہ تحفیظ القرآن پار ہوتی

۱۳/ اپریل ۱۹۸۶ء

محترم بزرگو! بھائیو! علماءِ کرام اور فضلاءِ عظام! آپ مجھ ناچیز کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں یہ بیعت تحریکِ نفاذِ اسلام کے لئے ہے اور جب تک ہمارے اندر جان موجود ہے، روح موجود ہے اس وقت تک ہم نفاذِ اسلام کی تحریک مساعی اور کوششیں جاری رکھیں گے۔ اور جب تک جسم میں روح موجود ہے جد و جہد جاری رہے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی غلبۂ دین کے لئے صحابہؓ سے بیعت لی تھی۔ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم به وذلک هو الفوز العظیم بیعت ایک کی کوشش ہے، مسلسل جہاد کا وعدہ ہے فمن نکث فانما ینکث علی نفسه فان الله غنی حمید جس نے بھی یہ عہد توڑا وہ گویا تباہی کے گڑھے میں جا گرا اس نے گویا خدا کا عہد توڑا

آپ حضرات خود مشائخ اور علماءِ کرام ہیں قوم اور ملک وملت کے رہنما ہیں آپ نے مجھے جو یہ عزت دی ہے۔ میں ہرگز اس کا اہل نہیں یہ آپ حضرات کی مربیانہ شفقت ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیں اس بیعت اور معاہدہ میں صادق اور سچا بنا دے۔ آمین ہم انشاء اللہ ہر ممکن جانی، مالی، بدنی کوشش کریں گے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ مجددِ اوّل ہیں اور اپنے وقت کے خلیفہ ہیں۔ فرماتے ہیں۔ اگر میرے بدن کو ایک ایک عضو کر دیا جائے، میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں میری بوٹیوں کا قیمہ بنا دیا جائے مگر اس قربانی سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سنت زندہ ہو جائے تو یہ قربانی میرے لئے آسان ہے۔ اور سعادت ہے۔ فرمایا میری سلطنت ختم ہو جائے میری زندگی لے لی جائے مگر حضورؐ کی سنت زندہ ہے

فرمایا کہ ہماری اور تمہاری کامیابی یہ ہے شریعت کی بالادستی اور دین اسلام کے اجراء کے لئے ہر قربانی دے سکیں ہمارے سامنے لوگ اسلام اسلام کے نعرے لگاتے ہیں۔ حکومت نے اسلام کا ڈھنڈورا پیٹا مولانا قاضی عبداللطیف اور برخوردارم سمیع الحق نے ایوانِ بالا میں شریعت بل پیش کر دیا مگر اس کی تائید اور شرعی نظام کی حمایت نہ حکومت کر رہی ہے اور نہ سیاسی لیڈر، اسلام کے ٹھیکیدار حکمرانو! اب یہ صوبۂ سرحد کا خلاصہ جمع ہے پورے صوبے بلکہ پورے ملک کی نمائندگی یہ علماء کر رہے ہیں یہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ تم نے جو نفاذِ اسلام کا ٹھیکہ اٹھا رکھا ہے وہ اسلام کب نافذ ہوگا۔ بعض بدنصیب لیڈر ایسے بھی ہیں جو بدقسمتی سے یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر سمیع الحق اور قاضی عبداللطیف کا پیش کردہ شریعت بل حکومت نے منظور کر لیا تو ہم اسے نہیں تسلیم کریں گے۔

میرے محترم بزرگو! آج ہم نے وعدہ کیا ہے، اللہ سے، کہ نفاذِ شریعت کے لئے جس قربانی کی ضرورت پڑی دریغ نہیں کریں گے اور نفاذِ شریعت کے لئے تمام طریقے استعمال کریں گے۔ آج آپ حضرات یہاں مردان میں جمع ہوئے ہیں، پرسوں مانسہرہ میں ضلع ہزارہ کے اکابر علماء اور دارالعلوم کے فضلاء جمع ہوئے تھے۔ ایک بڑا کنونشن ہوا تھا، کوہستان کے دور دراز پہاڑی علاقوں سے بڑے بڑے علماء تشریف لائے تھے اور مجھ ناچیز سے شریعت کے نفاذ کے لئے بیعت کی تھی ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں علماء اور اہلِ حق نے فرنگی کا مقابلہ کیا اور آج تک علماء اہلِ حق اہلِ باطل سے برسرِ پیکار ہیں اسلام کو خطرہ نہیں، ہمارے اور تمہارے ایمان کو خطرہ ہے۔

اے علماءِ کرام، اے فضلائے عظام! آیئے دینِ اسلام اور سنتِ رسولؐ کے احیاء کی کوشش کریں جس طرح شاہ عبدالعزیزؒ نے قربانی دی، شاہ ولی اللہؒ نے قربانی دی، شہدائے بالاکوٹ نے قربانی دی ہم بھی اس

قربانی اور ان کے ہیچ پر قربانی کے لئے تیار رہیں۔ آج بھی الحمدللہ علماء خصوصاً دارالعلوم کے فضلاء غفلت میں نہیں بلکہ اہل باطل سے مختلف محاذوں پر برسرپیکار ہیں۔ یہ مولانا جلال الدین حقانی جو پچھلے دنوں زخمی ہوئے آپ ہی کے دارالعلوم کے فاضل ہیں جس طرح ملک بھر کے دینی مدارس میں فضلائے حقانیہ کام کررہے ہیں اس طرح جہاد افغانستان میں بھی وہ کسی سے پیچھے نہیں رہے اور الحمدللہ کہ آج ہر مدرسہ ہر محلہ میں دارالعلوم کا کوئی نہ کوئی فاضل مصروف خدمتِ دین ہے اور آج جو اسمبلی میں شریعت بل پیش ہوا یہ بھی فضلائے حقانیہ کی مساعی کا ثمرہ ہے۔ آپ حضرات عقلمند ہیں دانا ہیں۔ ہوشیار ہیں اور سمجھدار ہیں۔ میں کمزور ہوں۔ بوڑھا ہوں، نظر بھی بہت کمزور ہے۔ مگر جب یہ تصور دامن گیر ہوا کہ امت من حیث المجموعۃ رو بہ تنزل ہے امت کی یہ زبوں حالی دیکھ کر اپنی غفلت کا احساس ہونے لگتا ہے۔ کہ خدا کو ہم کیا منہ دکھائیں گے کہ تیرے دین کی کیا خدمت کرکے لائے ہیں۔

شریعت بل کے نفاذ کی تحریک اور مطلقاً نفاذِ شریعت کے لئے علماء اور فضلاء کا فرض ہے کہ وہ قائدانہ صلاحیتوں کا مظاہرہ کریں۔ میں پھر کہوں گا کہ ہمارے ملک کے سیاستدانوں نے آنکھوں پر پٹی باندھ لی ہے اور تعصب میں آگئے ہیں۔ بے نظیر کی وزارت اور اقتدار کے لئے تائید کیا تحریک بھی شروع ہے۔

ہم بھی آخر میں عرض کریں گے کہ ہم نے شریعت بل کے سلسلہ میں بہت توانائی خرچ کی ہے اور اسے نافذ کرانے کے لئے ہر طرح سے کوشش کریں گے۔

بنوں مدرسہ معراج العلوم ۱۶/اپریل ۱۹۸۶ء

محترم بزرگو، علماء کرام، مشائخ عظام اور محترم دوستو! آپ حضرات کے سامنے تقریر کی ضرورت نہیں سمجھتا آپ خود علماء اور فضلاء ہیں ساری باتیں آپ کے سامنے کہہ دی گئی ہیں ایک دو باتیں عرض کردیتا ہوں۔ آپ حضرات نے عظیم استقبال کی صورت میں مجھ ناچیز کی قدر افزائی کی ہے۔ جس ولولہ، جوش اور خلوص و محبت کا اظہار کیا ہے یہ خالص دین کا جذبہ ہے۔ آپ حضرات جو علماء ہیں اور زیادہ تر دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء ہیں آپ نے قدر افزائی کی ہے۔ یہ خالص دین دوستی اور علم پروری ہے۔ ورنہ میری تو کوئی حیثیت نہیں۔

آج اگر ایک طرف ارباب اقتدار دوغلی پالیسی اور منافقت کا عمل اختیار کیے ہوئے ہیں تو دوسری طرف سوشلزم کا عظیم فتنہ پھر سے بیدار ہوگیا ہے۔ ایک طوفان ہے جس نے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ یہ اجتماع جس میں کم سے کم پانچ ہزار علماء ہیں اور مجمع کی تعداد دس ہزار سے بھی زائد ہے اس کے داعی عبدالحق کی کیا پوزیشن ہے۔ کیا حیثیت ہے۔ میرے پاس کیا ہے نہ دولت ہے نہ مال ہے نہ وجاہت ہے نہ جوانی ہے اور نہ صحت ہے۔

آج آپ بھی سوچ رہے ہیں اور تقریباً ہر مکان میں ہر گھر میں، گلی کوچہ میں فتنے کی آمد اور سوشلزم کے سیلاب کا تذکرہ ہے۔ آپ کا اجتماع اس کا جواب ہے آپ کے عزائم اور آپ کا ولولہ اس کے لئے مضبوط بند ہے۔ آپ کے عظیم اجتماع نے ثابت کردیا ہے کہ ہم اربابِ اقتدار کی دورنگی پالیسی کو بھی ٹھکراتے ہیں اور دہریت، کمیونزم اور سوشلزم کو بھی ٹھکراتے ہیں۔ ایک مداری کے پیچھے احمقوں کی دنیا جمع ہوجاتی ہے۔ آج ایک عورت کے پیچھے پوری قوم سرپٹ دوڑ پڑی ہے۔ مگر یاد رکھنا اس سے دین کا اور اسلام کا کوئی نقصان نہیں اسلام محفوظ ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون خطرہ ہے تو ہمیں ہے، آپ کو ہے کہ ہمارا ایمان باقی رہتا ہے یا نہیں۔ آپ یہ ثابت کررہے ہیں کہ اس ملک کے مسلمان بغیر دین اسلام کے کسی چیز کو پسند نہیں کرتے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ آج دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء ہر میدان میں باطل کا مقابلہ کررہے اللہ نے ان کے علم میں اور ان کے عمل میں برکتیں رکھ دی ہیں۔

آپ حضرات سے کافی عرصہ سے ملاقات کا موقعہ نہیں ملا تھا۔ آج حفاظت دین اور اعلاء کلمۃ اللہ کی غرض سے اپنے فضلاء سے اور آپ حضرات علماء سے ملاقات کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔ الحمدللہ کہ دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء اوّل روز سے ایسے کارنامے انجام دے رہے ہیں جو ہر لحاظ سے نمایاں ہیں۔ پاکستان کے اکثر دینی مدارس میں دارالعلوم ہی کے فضلاء مصروفِ درس ہیں۔ تعلیم میں، تبلیغ میں، اشاعتِ دین میں تصنیف وتالیف میں سیاست میں اور جہاد میں پیش پیش ہیں۔ جہاد افغانستان میں قیادت دارالعلوم کے فضلاء کے ہاتھ میں ہے یہ جلال الدین حقانی، مولانا دیندار حقانی، مولانا یونس خالص یہ سب دارالعلوم کے روحانی فرزند ہیں۔ یہ دیکھئے مولانا نصراللہ منصور موجود ہیں ان سے آپ پوچھ سکتے ہیں۔ کہ جہادِ افغانستان میں دارالعلوم کے فضلاء کا کتنا حصّہ ہے۔

حضرات علماء کرام! آج پھر مسلمانوں پر ملک پر اور اہلِ اسلام پر خطرناک اور نازک حالات آگئے ہیں شریعت بل کے خلاف باطل طاقتیں منظم ہوکر آگئی ہیں، سوشلسٹ، دہری، شیعہ اور مرزائی اس کو دبانے اور نامنظور کرانے کی تحریک چلا رہے ہیں، حکومت کو دھمکیاں دے رہے ہیں۔ دوسری طرف حکومت شریعت بل اور شرعی نظام کے نفاذ کے بارے میں تاخیری حربے استعمال کررہی ہے اور پھر لوگوں سے پوچھا جارہا ہے کہ تمہیں شریعت کا قانون چاہیئے یا نہیں۔

حیرت ہے کہ پاکستان کس لئے بنا تھا، ریفرنڈم کس لئے ہوا تھا۔ الیکشن میں کونسا نعرہ تھا۔ یہ سب کچھ اسلام اور نظامِ شریعت کے نام پر ہوا مگر ابھی تک اسلام کے بارے میں کوئی پیش قدمی نہیں ہوئی۔ ہم سمجھتے تھے کہ اسمبلیاں قائم ہوں گی تو سب سے پہلا کام اسلام کا نفاذ ہوگا۔ مگر بدقسمتی سے علماء کم تعداد میں پہنچے اور باقی تو وہی ہیں جو اسلام کے ابجد سے بھی واقف نہیں ہیں۔ آج کہا جارہا ہے کہ ہم نے مارشل لاء ہٹا دیا، ہنگامی

حالات ختم کردیئے ، جلسہ جلوس کی اجازت دے دی ، جمہوریت کا تحفہ دیدیا مگر ہمیں اس سے کیا غرض ؟ جس کام کے لئے تم نے ریفرنڈم کیا تھا ، اسمبلیاں بنائیں ، وہ تو اسلام کے نفاذ کے لئے تھیں ، تو ہم پوچھتے ہیں یہ ۵ ہزار علماء پوچھتے ہیں ، یہ کروڑہا مسلمان پوچھتے ہیں کہ تم نے اسلام کے نفاذ کیلئے کیا کیا ۔

آج جو بے دینی کا طوفان آیا ہے ۔ آج جو وطن توڑ دینے کے منصوبے بنائے جارہے ہیں ۔ آج جو صوبائی اور قومی تعصب کی لہر نے ملک کو اپنی لپیٹ میں لیا ہے ۔ آج جو بے دین قوتیں پھر اکٹھی ہوگئی ہیں ۔ یہ سب اس لئے ہے کہ تم اسلام کے قانون کے نافذ کرنے کے جھوٹے وعدے کرتے رہے اور یہ اس بات کی سزا ہے کہ تم نے اسلام کے نام پر پاکستان بنایا مگر عملاً اس سے کنارہ کشی کی آپ جانتے ہیں میں کمزور ہوں عوارض میں گھرا ہوا ہوں مگر میں چاہتا ہوں خریداران یوسف میں نام لکھوا دوں ، اگر مرتے مرتے بھی جس بات کو حق سمجھتا ہوں جس راہ کو درست پاتا ہوں وہ آپ پر واضح کردوں ، وہ حکومت پر واضح کردوں ، حق کا اعلان کردوں تو یہ میرے لئے سعادت ہے ۔ انشاء اللہ اس ملک میں جمعیۃ علماء اسلام کی بات چلے گی اس ملک میں علماء کی اور حقانی فضلاء کی بات چلے گی ۔ اس کے لئے آپ کو بڑی قربانیاں دینی ہوں گی ۔ میں سی آئی ڈی والوں سے بھی کہتا ہوں کہ آج یہاں جو پانچ ہزار علماء جمع ہیں ۔ ہر عالم اپنے اپنے شہر کا نمائندہ ہے ۔ یہ سرحد کا نمائندہ اجلاس ہے تم صدر کو اور وزیر اعظم کو ہمارا یہ پیغام پہنچا دو کہ اس ملک میں ہم صرف اسلام چاہتے ہیں ۔ امریکہ والا اسلام نہیں ، روس والا اسلام نہیں ، صرف اور صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والا اسلام چاہتے ہیں ۔

میں اپنے فضلاء کی خدمت میں اور آپ حضرات علماء کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ میں ضعیف العمر ہوں اب چلنے پھرنے کے قابل نہیں ۔ مگر مجھے یہاں ایک جذبہ لایا ہے ، میں ہزارہ میں بھی گیا اور مردان میں بھی علماء کو دعوت دی اور ان سے بات کی ۔ آج آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں ۔ میں بوڑھا ہوں ۔ مگر صحابہ رضی سے دین کی خدمت اور اعلاء کلمۃ اللہ کا جذبہ سیکھا ہے اب اس کی نقل اتارتا ہوں ۔ خیبر کی جنگ میں حضرت علی رض کی آنکھیں دکھتی تھیں مگر خیال آیا کہ دین کی نصرت کا وقت آپڑا ہے اسلام کو قربانی کی ضرورت ہے اور میں ٹھنڈی چھاؤں میں پڑا ہوں ۔ لہٰذا جذبۂ صادقہ نے انہیں اٹھایا اور میدانِ جنگ میں لاکھڑا کیا ۔ اللہ کریم نے ان کے ہاتھ سے خیبر فتح کرادیا ہم بھی کمزور ہیں گنہگار ہیں مگر کیسے خاموش بیٹھ سکتے ہیں ۔ جب دین کو ضرورت ہے تو اللہ کے ہاں کیا جواب دیں گے ۔

آپ دعا فرماویں کہ اللہ کریم نصرت فرماوے اور دین کا غلبہ ہو مگر میں اربابِ اقتدار پر واضح کردینا چاہتا ہوں کہ اب بھی وقت ہے ، سوچ لو ، شریعت بل منظور کرکے ، بلا تاخیر نافذ کردو ، اگر اب بھی موقع گنوادیا ۔ اللہ کی مہلت کو نہ سمجھا تو یاد رکھنا نہ تم ہوگے اور نہ تمہارا اقتدار ، خود بھی تباہ ہو جاؤ گے اور قوم و ملک کو بھی تباہ کردو گے ۔

تحریک نفاذِ شریعت ، اندیشے ، اور ذمہ داریاں اور مولانا عبدالحق رح کا ملکی سطح پر عظیم کنونشن بلانے کا فیصلہ

اپریل کی ۵ تاریخ ۱۹۸۶ء کو شریعت بل سے متعلق سہ ماہی دستخطی مہم اختتام کو پہنچی ، بحمد اللہ ! توقع سے بڑھ کر اہلِ اسلام نے نظامِ شریعت سے وابستگی اور اس کے نفاذ و اجراء کے مطالبے میں سچائی اور پختگی کا ثبوت دیا ۔ ملک کے چاروں صوبوں میں اکابر علماء ، مشائخ ، دیندار حضرات ، وکلاء طلباء مزدور اور ملک کے جمہور دغیور عوام کے علاوہ شریف ، حیادار ، اور باپردہ خواتین تک نے بھی شرعی حدود کے اندر رہ کر شریعت بل کے فوری نفاذ کی تحریک میں ولولہ انگیز حصہ لیا ۔

صوبہ سرحد میں ہزاروں علماء نے قائدِ شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ کے دستِ حق پرست پر تحریکِ نفاذِ شریعت کے لئے ہر قسم کے ایثار و قربانی ، جانبازی و سرفروشی اور ضرورت پڑنے پر اپنا تن من دھن قربان کردینے کی خاطر بیعت کی ۔ نظامِ شریعت کے نفاذ و بالادستی کی خاطر علماء نے حجروں سے اور امراء و عوام نے ایوانوں اور مکانوں سے نکل کر میدان میں آنے اور ہر قسم کے دباؤ ، تشدد ، مخالفت اور فضا کی سیاسی ناہمواری کے باوجود تمام ملک میں تحریکِ شریعت کو پھیلانے اقتدار کے ایوان سے نظامِ باطل کو باہر پھینکنے اور اسلام کے نظامِ عدل و انصاف کو ترویج دینے میں ادنیٰ خادم ورکر اور سپاہی بن کر پیہم جد و جہد اور مسلسل کام کرنے کا عزم کیا ۔

کاش ! کشتیٔ ملت کے ناخداؤں خواہ وہ اربابِ اقتدار ہوں یا اربابِ سیاست عوام ہوں یا حکومت راعی ہوں یا رعایا ، جج ہوں یا وزیر ، ممبر ہوں یا مشیر غرض ان آوارگانِ فکر و عمل کو بھی اگر صحیح راستہ نظر آجاتا ۔ خدا کی مخلوق اور اس کے بندے بن کر اس کے دیئے ہوئے نظامِ حیات کو بطور لائحہ عمل اپنا لیتے تو بہت جلد منزل تک پہنچا جاسکتا تھا ۔ اور قوم کو فتحمندی کی عظمتوں تک پہنچایا جاسکتا تھا ۔ اور واقعہ بھی یہ ہے کہ اسلام کی خدمت اور نوعِ انسانی کی سعادت کا ایک ہی لائحہ عمل ہے ۔ اور وہ وہی ہے جس کے مطابق جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ، خلفاء راشدین ائمہ امت اور مجددین ملت نے عمل کیا یعنی دنیا میں اسلامی شریعت اور خلافت کا صحیح نظام قائم کرنا جو اہلِ اسلام کے اخلاق ، روحانی مادی اور سیاسی غلبے کا ضامن ہے ۔ مسلمانوں کو اگر تنزل وانحطاط انتشار و افتراق اور ذلت و ادبار کے قعر ذلت سے نکال کر عزت و افتخار ، شوکت و عظمتِ اسلام کی بلندیوں تک پہنچنا اور پہنچانا ہے ۔ تو اس کا بھی صرف ایک ہی راستہ ہے ۔ اور وہ وہی راستہ ہے جس سے اس امت کا پہلا قافلہ منزل تک پہنچا ہے ۔ لن یصلح آخر هذه الامة الا ما اصلح اولها اس امت کے پچھلوں کی اصلاح صرف

وہی چیز کرسکتی ہے جس نے انگلوں کی اصلاح کی تھی۔

شریعت بل اسی فکر کا ترجمان اور اسی لائحہ عمل کا واضح اعلان تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ملک بھر کے تمام سلیم الفطرت، خوش نیت، روحانیت اور سکون قلب کے پیاسوں، اسلام اور آئینِ شریعت کے شیدائیوں نے دوشیزۂ حکومت کی کہہ مکرنیوں اور محبوبۂ سیاست کی خوش آیند جلوہ طرازیوں کو بڑے حوصلہ اور زبردست جذبۂ ایمانی کے پیش نظر پائے استحقار سے ٹھکرا دیا۔ مغربی جمہوریت و سیاست کے گندے چشموں حکومت کے سراب نما مگر زہر آلود آبی ذخیروں سے کلی اجتناب اور بغاوت کرکے خود کو شریعت کے چشمۂ صافی کی منڈھیر پر کھڑا کر دیا۔

شناورانِ محبت تو سینکڑوں ہیں مگر
جو ڈوب جائے وہ لکا ہے آشنائی کا

عوامی سطح پر قوم نے یک زبان ہو کر ایک بار پھر نظام شریعت کی منظوری دے دی علماء حق کی طرف سے شریعت بل کے آئینی خاکہ کو من عن قبول کرانے سے متعلق کروڑوں مسلمانوں نے سینٹ سیکرٹریٹ کے دفتروں کو تائیدی دستخطوں کے فارموں اور خطوط سے بھر دیا۔

آخری اور نازک ترین مرحلہ جس پر ملک کی بقا و استحکام اور قومی و ملی تشخص کا مدار تھا۔ کہ حکومت اور ممبرانِ اسمبلی، اسلامی نظام کے نفاذ سے متعلق اپنے وعدوں کو ملحوظ رکھ کر کہاں تک اسے جوں کا توں منظور کرتے اور اسے دستوری و آئینی تحفظ دلاتے ہیں، تین ماہ کی سرگرم دستخطی مہم اور عوام کے پرجوش اور ہمہ گیر مظاہرہ کے پیش نظر صدر ضیاء الحق اور وزیر اعظم جونیجو نے بھی شریعت بل کے منظور کرانے سے متعلق بظاہر خوش آیند بیان دے دیئے ـــــ مگر ان کے بیانات سے منزل حاصل نہیں ہوئی۔ شریعت بل کو سینٹ اور پھر قومی اسمبلی میں دستور سازی کے مراحل سے گزرنا تھا۔

ملک کے آئین و دستور کے نازک ترین مرحلے بالخصوص خالص شرعی نظام شریعت بل کے نفاذ کے مرحلے میں ہمیں ایک متفقہ لائحہ عمل کی ضرورت تھی۔ شریعت بل کوئی شخصی، جماعتی، صوبائی یا سرکاری مسئلہ نہیں تھا۔ یہ پوری قوم کا اہم ترین اجتماعی مسئلہ تھا یہ پورے ملک کی ایک قیمتی دستاویز۔ جس سے ہم سب کا وجود و بقا فلاح و بہبود اور موت و حیات وابستہ تھا۔

اس سلسلہ میں قائد تحریک شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ ملکی سطح پر ایک عظیم کنونشن بلانے کا فیصلہ ہوا۔ جس میں جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی قائدین شریعت محاذ کے ارکان، ملک بھر سے علماء و مشائخ، سیاسی رہنما، مذہبی قائدین۔ قومی و صوبائی اسمبلی کے ہم خیال ممبران اور ارکانِ سینٹ کے علاوہ ملک بھر کے دانشور اور وکلاء، طلباء اور دیگر درد رکھنے والے جملہ تنظیموں کے نمائندوں کو دعوت دینے کا اہتمام کیا گیا جس میں آپس کے باہمی صلاح و مشورہ سے موجودہ پارلیمنٹ سے بلاتاخیر شریعت بل منظور کرانے کا ایک ٹھوس لائحہ عمل اختیار کی منصوبہ بندی پر مشورہ کیا جاتا تھا۔ اگر پارلیمنٹ عوام کے دیرینہ مطالبہ کو ملحوظ رکھ کر شریعت بل کو من و عن منظور کرا کے نافذ کرا دے تو وہ بلاشبہ مسلمانوں کی محبوب ترین پارلیمنٹ ہوگی اس ملک کے عوام ہر قسم کی تلخیوں اور سیاسی ناہمواریوں کو بھلا کر اس کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کریں گے۔ لیکن اگر حکومت اور پارلیمنٹ کے وہ ارکان جو منتخب ہونے سے پہلے اسلام اور قرآن و سنت کا نام لیتے نہیں تھکتے تھے، کامیاب ہونے کے بعد قرآن و سنت کی خاطر شریعت بل کے حق میں اتنا بھی نہ کر سکیں تو پھر قوم خود بخود سمجھے گی کہ اس نے کن لوگوں پر اعتماد کیا تھا۔

مگر شریعت بل کے اس نازک ترین موقعہ پر عوام کے اعتماد کو مجروح کر دیا گیا۔ تو عوام کو پورا پورا حق حاصل تھا۔ کہ وہ اپنی حکومت اور اپنے نمائندوں سے جواب طلب کرکے انہیں قوم کی مرضی کے مطابق آئین بنانے پر مجبور کریں۔ اور اس کے بعد یہ تو ظاہر ہی ہے کہ چند خوبصورت الفاظ اخبار کی شہ سرخی، محض کھوکھلے نعروں اور دعوؤں سے عوامی بے چینی کا ازالہ نہیں ہو سکتا۔ جس نے اس ملک میں اچھے اچھے آمروں کو بھی اکھاڑ کر پھینک دیا ہے۔

تحریک کی مزید پیش رفت، راولپنڈی میں علماء کا نمائندہ اجتماع

بہرحال شریعت بل وقت کی ضرورت، قوم اور ملک کی تقدیر، اسلامیان ملک کے دلوں کی دھڑکن اور حکومتِ وقت کے گلے کا ہار بن چکا۔ مارشل لاء کے دور میں نفاذ شریعت کا مژدہ ہی مژدہ سنایا جاتا رہا۔ علماء حق کے مساعی سے آئینی طور پر جو پیش رفت ہوئی عملاً اس کی بھی گت بنائی جاتی رہی جمہوریت آئی، نئے وعدے اور دعوے ہمراہ لائی مگر اسلامائیزیشن کے اعلانات و بیانات کے باوجود اندرون خانہ شریعت بل کو ڈائنامیٹ کر دینے کے عزائم کھل کر سامنے آتے رہے، ۹ سال کے عرصہ میں بعض جزوی آئینی تحفظات سے قطع نظر عملاً حکومتی کردار، دین کے مسلمات سے تلاعب، تمسخر اور اسلامی آئین کو مشق تحریف بنانے کے سوا کچھ نہیں رہا۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ جونیجو حکومت نے بھی علماءِ حق کے شریعت بل کے علاوہ اپنا حکومتی شریعت بل بھی پیش کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ جس سے مسلمانوں کی مزید دل شکنی، نظریۂ پاکستان سے انحراف، باہمی تفریق و انتشار، ملکی سالمیت کے نقصان اور سوائے ضیاع وقت و سرمایہ کے اور کچھ بھی حاصل نہ ہو سکا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا رہا کہ حکومت کے نفاذ شریعت کے اعلانات اور منصوبوں سے محض دفع الوقتی مقصود تھی، حکومتی شریعت بل اسلام کو ماڈرن بنانے اور اس کا حلیہ بگاڑنے کا ایک نیا مشغلہ تھا۔ مگر یاد رہے کہ اسلامیان پاکستان کو وہ اسلام درکار ہے جو محمد عربی، خلفائے راشدین اور ائمہ امت کی وساطت سے پہنچا ہے، عیسائی و یہودی ۔

مستشرقین اور ان کی روحانی اولاد کی وساطت سے پہنچنے والا اسلام ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ ایسے حالات کے پیش نظر، قائد شریعت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رح نے شریعت محاذ کے ارکان، ہم خیال ممبران پارلیمنٹ علماء کرام مشائخ عظام اور تمام مکاتب فکر کے مذہبی، سیاسی اور قومی رہنماؤں کا ۲۹ رجون کو راولپنڈی میں ایک نمائندہ کنونشن بلایا جس کے نتیجے میں متحدہ شریعت محاذ کی تشکیل ہوئی۔ آغاز میں محاذ نے ۱۹ رجولائی کو پورے ملک میں یوم شریعت منانے اور ۲۰ رجولائی کو اسلام آباد میں اسمبلی ہال کے سامنے شریعت بل کی فوری منظوری، نفاذ کے سلسلہ میں ایک بہت بڑا احتجاجی مظاہرہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ ابتدائی مرحلہ تھا، یہ موقعہ بھی حکومت اور ارباب اقتدار کو اپنا محاسبہ کرنے اور نفاذ شریعت کے بارے میں اپنا رویہ و پالیسی بدلنے کی ایک مہلت! اس قدر مختصر ترین وقت میں جس قدر زور و شور اور جذبہ و ایثار سے پورے ملکی سطح پر احتجاجی مظاہرہ میں شرکت کی تیاریاں شروع ہوئیں وہ اپنی جگہ اہم اور قابل رشک تھیں۔ آزاد کشمیر سمیت پورے ملک سے کارکنوں نے قافلوں کی ترتیب کا کام شروع کر دیا۔

مولانا عبدالحق رح کی قیادت میں اسمبلی ہال کے سامنے اسلام آباد میں عظیم احتجاجی مظاہرہ

متحدہ شریعت محاذ کے زیر اہتمام ۲۰ رجولائی کو ملک کی تاریخ میں پہلی مرتبہ شریعت بل منظور کرانے کے سلسلہ میں اسلام آباد میں قومی اسمبلی ہال کے سامنے حمیت ایمانی، غیرت اسلامی اور دینی درد سے سرشار تین لاکھ سے زائد افراد کا تاریخی مظاہرہ ہوا۔ اور اس کے فوراً بعد ملکی سطح پر چھوٹے بڑے شہروں میں محاذ کی تشکیل، احتجاجی مظاہرے، پر امن جلوس، بیداری کی لہر اور باہمی اتحاد کی شکل میں انقلاب آفرین نتائج دراصل شریعت بل، غلبہ حق کی کوششیں لوائے حق کی بانسری اور اس کی روح پرور آواز تھی جس نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ پاکستان کی سرزمین اس آوازِ حق سے گونجتی رہی باطل کے در و دیوار لرز گئے۔ جعلی اسلام پسندی کھوکھلے نعرے اور منافقانہ پالیسیوں کا پردہ چاک ہونے لگا۔ یہ اتحاد و یگانگت، خلوص و دیانت اور جذبۂ انقلاب اسلامی کا ادنیٰ کرشمہ تھا۔ کہ سینٹ اور قومی اسمبلی میں علماء اور ان کے رفقاء کی بھرپور مساعی سے نواں ترمیمی بل منظور ہوا۔ مگر یاد رہے کہ یہ نہ منزل ہے اور نہ قوم اس سے لیلائے مقصود تک پہنچ سکتی ہے۔ قوم شریعت بل کا نفاذ چاہتی تھی۔ شریعت بل ملک کے ہر فرد اور بچے بچے کی جان و دل بن چکا تھا مگر کچھ ازلی بدنصیب ایسے بھی تھے جن کا دل روشنئ ایمان سے محروم جن کا باطن اسلام کی خاطر مر مٹنے کے جذبات سے عاری اور جو آنکھوں کے نہیں دل کے اندھے ہیں وہ اسے تنگ نظری اور فرقہ واریت پر محمول کرتے رہے۔ الیوں کے خرمن دجل و تلبیس پر شریعت بل صاعقہ بن کر گرا۔ اور اب ان کی سازشوں کا چکر تیز تر اور گہرا ہوتا جا رہا تھا۔ حالانکہ یہ مسئلہ صرف محرکین بل، متحدہ شریعت محاذ، ارکانِ پارلیمنٹ یا صرف برصغیر کا نہیں بلکہ یہ مسئلہ روئے زمین پر بسنے والے محمد عربی ﷺ کے ہر نام لیوا امتی اور دربار رسالت ﷺ کی چوکھٹ سے تعلق رکھنے والے ہر ادنیٰ سے ادنیٰ کارکن کا ہے۔ ارباب اقتدار کے تاخیری حربوں، اسلام دشمن عناصر کے لادینی ہتھکنڈوں نے قوم کو مجبور کر دیا کہ وہ متحدہ شریعت محاذ کی شکل میں منظم ہو کر دجل و تلبیس کے سارے نشانات ایک ایک کر کے مٹا دیں۔ اسلامی لبادہ اوڑھ کر ملک میں امریکی اور سامراجی اسلام، منافقانہ نظام میکیاولی سیاست اور دجالی کفر کو جب تک پوری طرح ٹھکانے نہ لگایا جائے پوری امت اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کے سامنے سرخرو نہ ہو سکے گی۔ قوم اسلام کے شجرہ طوبیٰ کے سایۂ عاطفت اور قصر شریعت کی پناہ میں رہنے کا فیصلہ کر چکی تھی وہ اپنے تمام اغراض اور مصلحتوں سے بے نیاز ہو کر اس کی ہر دیوار اور بنیاد کو اعدائے اسلام کے نقب سے بچانے کو اپنا فرض سمجھتی تھی۔ جو طاقتیں اور باطل قوتیں، شریعت بل کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرنے یا اس میں تحریف کرنے کی ناسعود سعی کریں گے انہیں ہمیشہ کے لئے نیست و نابود تاراج اور مفلوج کر دیا جائے گا جناب حضرت مولانا سمیع الحق کے بقول "دو حمیت اسلامی سے سرشار باشندے یقین کر چکے ہیں کہ یہ وقت بدر و حنین کا ہے جمل و صفین کا نہیں۔"

جامعہ نعیمیہ لاہور میں تمام مکتب فکر کے علماء نے مولانا عبدالحق رح کو متفقہ طور پر متحدہ شریعت محاذ کا صدر بنا دیا

چونکہ شریعت بل یا نظام شریعت کسی فرد یا پارٹی، کسی فرقہ یا جماعت یا محض اقتدار کی تبدیلی کا نام نہیں بلکہ تبدیلیٔ نظام اور فکر کل نظام ہے اس لئے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رح کی دعوت پر تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے مشائخ عظام، علماء کرام، سیاسی زعما اور دانشور حضرات اپنے گروہی و جماعتی وابستگیوں سے بالاتر ہو کر متحدہ شریعت محاذ کے پلیٹ فارم پر جمع ہو گئے اور محاذ کے قیام و تشکیل میں بھرپور حصہ لیا۔ محاذ کے پہلے اجلاس میں حضرت شیخ الحدیث رح کو محاذ کا کنوینر مقرر کیا گیا۔

الحمدللہ کہ شریعت محاذ یوم تاسیس سے اب تک کی قلیل مدت میں پورے ملک کی ایک عظیم تحریک بن کر اسلامیان پاکستان کے دلوں کی دھڑکن بن گیا۔ ۲۰ رجولائی کو اسمبلی ہال کے سامنے عظیم الشان تاریخی مظاہرہ کے علاوہ پورے ملک میں پُر امن جلسوں، جلوسوں اور ہمہ گیر احتجاجی مظاہروں

سے فضا ایک بار پھر نظامِ شریعت سے گونج اٹھی ما شاء اللہ نتیجتاً ۲۶ اکتوبر کو ملک کے چاروں صوبوں سے جملہ مکاتب فکر کے اکابر علماءؒ، مشائخ و رہنما، سیاسی زعماء، دانشور اور وکلاء کا جامعہ نعیمیہ لاہور میں ایک عظیم الشان نمائندہ اجلاس منعقد ہوا، شرکائے اجلاس نے متفقہ طور پر حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ کی قیادت پر اعتماد کا اظہار کیا اور شریعت محاذ کی تشکیلِ نو کے موقع پر انہیں شریعت محاذ کا باقاعدہ طور پر صدر منتخب کر لیا گیا۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ علماء کے پیش کردہ شریعت بل پر تمام مکاتبِ فکر کے ارباب علم و بصیرت متفق ہیں۔ لہٰذا محاذ کے رہنما و قائدین اور کارکن اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ جب تک پارلیمنٹ اور اور سپریم کورٹ سے لے کر ضلع و تحصیل اور تھانہ کی سطح تک عدالتی نظام میں شریعت کو مکمل طور پر نافذ نہیں کر دیا جاتا۔ اور یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ تحریکِ شریعت کا آغاز ۸ ار نومبر کو اسمبلی ہال کے سامنے ملکی سطح پر ایک عظیم الشان جلسہ اور بھرپور مظاہرہ سے کیا جائے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں صوبائی اور ضلعی سطح پر شریعت محاذ کے زیرِ اہتمام کمیٹیاں تشکیل دی جا چکی ہیں۔

شریعت بل کا مقدمہ

شریعت بل پر سینٹ میں ایک عرصہ تک عام بحث جاری رہی ۱۵ فروری ۱۹۸۶ء کی شام کو سینٹ میں شریعت بل کے محرک مولانا سمیع الحق نے بحث کی وائنڈ اپ کرتے ہوئے جوابی اختتامی تقریر شروع کی کہ آدھ گھنٹہ تقریر کے بعد اجلاس ملتوی ہو گیا اس کے بعد مورخہ ۱۵ مارچ کے اجلاس میں اپنی تقریر کو مکمل فرمایا جو دو گھنٹے جاری رہی۔ شریعت بل کی اہمیت اس کی نظریاتی و اساسی حیثیت تمام طبقوں کے حقوق کا تحفظ و جامعیت، اس کی فوری منظوری و نفاذ کی ضرورت، اربابِ اقتدار، ارکانِ پارلیمنٹ اور لادین سیاست دانوں کو انتباہ و اتمام حجت، قومی رہنماؤں اور عامۃ المسلمین کی ذمہ داری و احساس مسئولیت، ملت اسلامیہ کا واضح موقف اور جمہوری مطالبہ، حکومت کا منافقانہ اور شرمناک کردار اور قومی ضرورت و ملکی سیاست کے دیگر کئی ایک اہم مباحث بھی اس میں آ گئے۔ پارلیمنٹ میں مولانا سمیع الحق صاحب کی ڈھائی گھنٹوں کی یہ تاریخی تقریر نفاذِ شریعت کی جدوجہد میں قافلہ ولی اللہیؒ کے مساعی کا تسلسل اور برصغیر کی پارلیمانی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہے۔ افادۂ عام کے پیش نظر سینٹ سیکرٹریٹ کی رپورٹ سے نقل کر کے، جسے شریعت بل کا مقدمہ کے نام سے موتمر المصنفین اکوڑہ خٹک سے شائع کیا۔ اور اسے پورے ملک میں تحسین کی نظروں سے دیکھا گیا اکابر علماء اور قومی زعماء نے مسرت اور اطمینان کے خطوط لکھے اور ملک بھر میں اہلِ حق کی اس بھرپور ترجمانی پر اطمینان کا سانس لیا گیا۔

مولانا عبدالحق کی ہدایات کے مطابق صدر ضیاء الحق کے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کے وقت مولانا سمیع الحق اور ان کے رفقاء کا احتجاجی مظاہرہ

۷ اپریل ۱۹۸۸ء کو جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی اور چاروں صوبوں کے رہنماؤں اکابر علماء اور مشائخ نے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق ؒ کی ہدایات کی روشنی میں حضرت مولانا سمیع الحق کی قیادت میں صدر ضیاء الحق کے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کے موقع پر پارلیمنٹ کے اندرونی گیٹ پر شریعت بل کے حق میں تقریباً تین گھنٹے تک کامیاب احتجاجی مظاہرہ کیا مظاہرین، صدر، وزیر اعظم ارکان پارلیمنٹ دنیا بھر کے ممالک کے سفراء اور مندوبین کے اجلاس کے لئے آمد اور اجلاس کے اختتام پہ واپسی پر شریعت بل کے حق میں زبردست احتجاجی مظاہرہ کرتے رہے۔ قائد جمعیۃ مولانا سمیع الحق نے بعض مرکزی وزراء، خود وزیر اعظم جونیجو اور صدر ضیاء الحق کو بھی کچھ دیر روک کر انہیں پوری قوم کے جذبات اور متفقہ مطالبے ”فوری نفاذ شریعت“ سے آگاہ کیا۔ صدر، وزیر اعظم اور مولانا سمیع الحق کے درمیان اس موقعہ پہ جو گفتگو ہوئی اس کے آخر پر مولانا سمیع الحق کو کہنا پڑا۔

جناب! اب یہ مسئلہ تقریروں سے حل نہیں ہو گا اب لوگ پاکستان میں عملاً نفاذ شریعت کا مطالبہ کرتے ہیں۔ جب بات مزید آگے بڑھی تو مولانا سمیع الحق نے کہا۔

جناب! آپ ہمیں قتل کر دیں، روند ڈالیں یا گڑھے میں ڈال دیں جو کچھ بھی کرنا چاہیں کر لیں مگر عملاً نفاذ شریعت کے بغیر ہم زندہ نہیں رہ سکتے۔ (نوائے وقت راولپنڈی ۱۰ اپریل)

اسی گفتگو کے دوران مولانا سمیع الحق نے ”شریعت بل منظور کرو ورنہ کرسی چھوڑ دو“ ”نفاذِ شریعت سے گریز کی راہ اختیار کر کے خدا کے غضب کو دعوت نہ دو“ ”شریعت نافذ کرو منافقت چھوڑ دو“ کے نعروں پر مشتمل کتبات کا ایک ہار بھی صدر ضیاء الحق کے گلے میں ڈال کر حق گوئی اور بیباکی اور جرأت و شجاعت کا ایک تاریخی ریکارڈ قائم کیا۔

الحمد للہ کہ علماء حق کے مساعی جمیلہ اور تدبیر و حکمت سے جس تحریک کا آغاز حضرت شیخ الحدیث کی قیادت میں ۸۵ء کے الیکشن میں حصہ لینے، اسمبلی میں اہل علم اور دینی قوتوں کی نمائندگی کرنے اور فوجی جرنیلوں کے ایوان میں شریعت بل پیش کرنے کی صورت میں اذانِ حق کہنے سے ہوا تھا۔ وہی تحریک دینی قوتوں کے اتحاد شریعت محاذ کے قیام، افغان مجاہدین کی حمایت، جمعیۃ علماء اسلام کا ہفتہ جہاد افغانستان، خمینی ازم کے خلاف سنی محاذ کے قیام، ۲۴ مارچ کو لاہور میں تاریخی نظام شریعت

کانفرنس، گول میز کانفرنس میں مسئلہ افغانستان پر ٹھوس موقف اور باہر سے تمام دینی قوتوں کا اس کی حمایت میں متفقہ فیصلہ، شریعت بل پر وزیراعظم کے چیلنج کا جواب، معراج محمد خان بزنجو بلیجو اور فتحیاب جیسے لادینی قوتوں کا تعاقب۔ جینوا معاہدہ پر دستخط کرنے کے قریبی مرحلہ کے وقت افغان قیادت کو اسلام آباد ہوٹل میں مولانا سمیع الحق کا استقبالیہ اور متفقہ موقف کے اعلان کے مراحل سے گزر کر آخر پر ۷ر اپریل کو علماء کے مظاہرے میں حکمرانوں کے گریبان میں ہاتھ ڈالنے اور ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نفاذ شریعت کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دینے کے عزائم کے اظہار کے مراحل تک آن پہنچی۔

صرف علماء یا تحریک نفاذ شریعت کے کارکنوں ہی کا نہیں بلکہ ایک مسلمان کی حیثیت سے سب کا یہ فریضہ منصبی ہے خواہ وہ حکمران ہوں یا سیاستدان۔ عوام ہوں یا علماء۔ افراد ہوں یا جماعتیں اپنی زمام کار عملاً بھی اسلام کے ہاتھ میں دینی ہوگی۔ جو سروری و جہاں بانی، امن و حکمرانی اور قیادت کا ایک جامع نظام ہے، جس نے انسانی روح کو اوہام و خرافات ذلت و رسوائی تباہی و ہلاکت مرض و فساد ظلمت و ضلالت ناپاکی و گندگی کمزوری و ناتوانی ظلم و سرکشی انتشار و بے چینی قومی عصبیت سماجی طبقہ داریت اور جابر سلاطین کے ظلم و استحصال سے رہائی دلا کر حریت پسندی عقیدہ و اخلاق کی پاکیزگی یقین و معرفت عدل و انصاف امن و سکون متوازن ارتقاء عمل پیہم اور سعی مسلسل کے عروج تک پہنچایا اسلام میں بے حیائی کی تمام قسمیں عصبیت کے تمام محرکات فساد کے تمام ترغیبات ممنوع اور خلاف قانون ہیں جس کے عملی نفاذ سے بداخلاقی قانون شکنی نفس پرستی اور عشرت پسندی کا رجحان مغلوب ہو جاتا ہے

لہٰذا حالات کا تقاضا وقت کی ضرورت قیام امن کی اہمیت، ایک مسلمان کی حیثیت سے اور پھر نظریہ پاکستان کی پاسداری کے پیش نظر ارکان پارلیمنٹ ارباب حکومت بشمول وزیراعظم و صدر مملکت سب کا یہ فرض تھا کہ منصبِ اقتدار پر براجمان ہونے کے ساتھ ہی، نفاق کے بجائے ایمان شک کے بجائے یقین وقتی فوائد کے بجائے مستحکم عقائد موقع پرست ذہنیت کے بجائے حق پرست ضمیر عقل مصلحت بین کے بجائے عشقِ مصلحت سوز اور جذبہ ایمان و اسلام سے کام لے کر بغیر کسی ریب و تردد اور تذبذب اور تاخیر کے خالق ارض و سما کا عطا فرمودہ آسمانی اور روحانی نسخہ، امن و سلامتی نظام شریعت فوراً نافذ کر دیتے جس کا جامع آئینی خاکہ جمعیۃ علماء اسلام کے رہنماؤں نے ایوانِ بالا سینیٹ میں شریعت بل کے نام سے پیش کیا اور جس پر تمام مکاتب فکر کے علماء متفق ہیں۔

اگر ارباب اختیار محض شہرت، تحفظ حکومت، ہوس اقتدار غیر ملکی اشاروں یا محض جہالت اور ناعاقبت اندیشی کے جنون میں مبتلا نہ ہوتے نفاذ شریعت سے مسلسل اعراض و انکار کر کے قہر خداوندی کو دعوت نہ دیتے اور جمہور اہل اسلام کا دیرینہ اور متفقہ مطالبہ منظور کر لیتے تو آج کا کاروانِ حق کے علماء حق کا پارلیمنٹ کے اندرونی گیٹ کے سامنے تاریخی احتجاجی مظاہروں اور قائد جمعیۃ مولانا سمیع الحق کے صدر اور وزیراعظم کو ایوان کے گیٹ پر روک کر ان سے الجھنے اور حکمرانوں کی رسوائیوں کی نوبتیں بھی نہ آتیں اور خود دارالحکومت میں خدا تعالیٰ کی ناراضگی اور قہر و غضب کے آثار تنبیہات اور تباہی و ہلاکت کے ہولناک مناظر اور قیامت صغریٰ کے حالات سے دوچار نہ ہونا پڑتا۔

کاش! ارباب حکومت اور اہل بصیرت اپنے لئے اسے تازیانہ عبرت سمجھ کر مستقبل کے تعمیر کی فکر کرتے اور نظام شریعت سے بغاوت اور جمہور اہلِ اسلام کے متفقہ مطالبہ شریعت بل سے اعراض و انکار اور تاخیر و التوا کے حربوں سے باز آکر اس کے نفاذ و منظوری کی سبقت و سعادت کا شرف حاصل کر کے تباہی کے کنارے لگے ہوئے ملک بڑے کی حفاظت و سالمیت کا اہتمام کرتے ؎

نہ جانے پھول اگیں گے کہ آگ برسے گی
تغیرات کی زد پر ہے گلستاں اپنا

جنیوا معاہدہ پر مولانا سمیع الحق کا پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے تاریخی خطاب

سینٹر مولانا سمیع الحق نے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں ۱۸ر اپریل ۸۸ء کو جنیوا معاہدہ کے بارے میں اظہارِ خیال کیا۔ جو تاریخ کا ایک روشن باب ہے جسے ملکی و غیر ملکی رسائل اخبارات نے بڑی اہمیت سے شائع کیا۔

شریعت آرڈیننس اور سینٹ میں اس کا مفصل تجزیہ

جناب صدر ضیاء الحق کا شریعت آرڈیننس سینٹ کے اجلاس میں غور و فکر کے لئے زیر بحث رہا محرک شریعت بل سینٹر مولانا سمیع الحق نے اپنے والد گرامی قائد شریعت مولانا عبدالحق رح کی ہدایات کے مطابق، ۲ر اگست ۸۸ء کو صبح کے اجلاس میں سینٹ میں اس موضوع پر بحث کا آغاز کرتے ہوئے اسے نفاذ شریعت سے فرار کی کوشش قرار دیا۔ جسے سینٹ سیکرٹریٹ کے شعبہ رپورٹنگ کے ضبط کردہ شکل میں ملک و بیرون ملک رسائل کے علاوہ قومی پریس نے شائع کیا جس میں شریعت آرڈیننس کے خامیوں کا مفصل جائزہ لیا گیا۔

صدر ضیاء الحق کی شہادت

۱۷ر اگست ۱۹۸۸ء جنرل محمد ضیاء الحق اور شہداء بہاولپور کا المناک حادثہ پیش آیا شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رح پشاور ہسپتال میں تھے ان کا اور مولانا سمیع الحق کا نقطۂ نظر ایک تھا اس موقع سینیٹ کے تعزیتی اجلاس منعقدہ ۱۸ر اگست اور ۱۹ر اگست کو نماز جمع کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا سمیع الحق نے کہا۔

صدر ضیاء الحق مرحوم کے اسلام کے بارے میں جو جذبات تھے، احساسات تھے اور اعلانات تھے تو آج وہ رہ رہ کر ہمیں یہ خیال آتا ہے کہ کاش! وہ اپنے جذبات اور احساسات کو جو اسلام کے بارے میں تھے، کو عملی شکل بھی دے سکتے۔ وہ اگر چاہتے تو اللہ نے ان کو گیارہ سال کا ایک عظیم موقع دیا تھا، یہ بہت طویل مدت ہے۔ میں نے تنہائی میں اور دوسرے لوگوں نے بھی بار بار ان کو ہر طریقے سے کہا کہ اللہ کے دیئے گئے اس موقع کو اس نعمت کو آپ للہ استعمال کریں۔ آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے، جرأت مومنانہ سے کام لے کر جو بھی کرنا ہے وہ عملاً کر دکھائیں اور اس قوم کو اپنی منزلِ مقصود تک پہنچائیں۔

یہ ٹھیک ہے کہ ان کے جذبات تھے انہوں نے میرے سوال کے جواب میں اپنے دل کے اوپر ہاتھ رکھ کر مجھے کہا۔ کہ مولانا مجھ میں جرأت مومنانہ الحمدللہ ہے۔ میں نے کہا کہ ہے تو اسے اللہ اور بڑھا دے لیکن آپ اس کو استعمال کریں۔

بہرحال ایک سنہری موقع جو ان کے ہاتھ آیا تھا اس سے انہوں نے اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلے میں صحیح فائدہ نہیں اٹھایا۔ ورنہ آج تاریخ میں ان کا مقام عمر بن عبدالعزیز اور اورنگزیب عالمگیر سے کم نہ ہوتا۔

ہمیں یہ حادثہ سبق دیتا ہے کہ اللہ کی طرف سے جو بھی نعمت اور موقع ملتا ہے اس کی قدر کرنی چاہیئے اس کی شکر گذاری یہی ہے کہ جس مقصد کے لئے اللہ نے ذرائع دیئے وسائل دیئے ہیں اسباب دیئے ہیں اس کو اسی مقصد میں استعمال کیا جائے ہمارے سامنے دو سانحے آئے ہیں ایک قومی اسمبلی کے توڑنے کی شکل میں اور دوسرا اس المناک سانحہ کی شکل میں ان دونوں سے حکومت کو اور سینیٹ کو اور پوری انتظامیہ کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے یہ عبرت کا سامان ہے۔ اس سے نصیحت حاصل کرنی چاہیئے کہ اللہ جو موقع دیتا ہے اسے اگر انسان گنوا بیٹھے تو بعد میں افسوس اور پچھتاوے سے کچھ نہیں ہوتا۔ بہرحال ان کا دور اس ملک کے لئے بحیثیت مجموعی ایک شرافت کا دور تھا وہ ایک شریف النفس سیاستدان تھے۔ وہ ایک متواضع انسان تھے آج ہم اور پوری قوم ان کی جدائی کے سوگ میں شریک ہیں ان کا ہم پر حق ہے کہ ہم ان کے لئے دعائے مغفرت کریں اور ان جرنیلوں اور ملک کے سپاہیوں کو جو ان کے ساتھ اس سانحہ میں شہید ہوئے ہیں ان کے لئے بھی دعائے مغفرت کریں۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رح کا سانحہ ارتحال

۷ ستمبر ۱۹۸۸ء بروز بدھ قائد تحریک شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق کا سانحہ ارتحال پیش آیا مگر جس تحریک کا انہوں نے آغاز کیا تھا وہ بحمد اللہ مزید آگے بڑھتی رہی اور بالآخر سینیٹ سے شریعت بل کی متفقہ منظوری پر منتج ہوئی۔

متحدہ علماء کونسل کا نمائندہ اجلاس

پاکستان میں عورت کی حکمرانی کا سیاہ انقلاب، حکمران جماعت کے عزائم، لادینیت کا فروغ، مرزائیت اور شیعیت کی تبلیغ اور یلغار، حکومت کا بھرپور تعاون اور سرپرستی، عورت کی حکمرانی، فحاشی اور بے پردگی کے نئے اور بدترین اطوار سے علماء ومشائخ، صالحین قوم اور جمہور مسلمان اور عام شہری ایسی گھٹن محسوس کر رہے تھے جیسے مچھلی کو پانی سے نکال کر باہر رکھنے سے ہوتی ہے۔ پوری قوم پر ذلت ونکبت حیرت واستعجاب اور مایوسی کی فضا طاری تھی۔ وزیراعظم سمیت کابینہ اور سرکاری مشینری کے تمام کل پرزے بھٹوازم کی مدح ثنا اور اس کے فروغ اور ترویج میں رطب اللسان ہوگئے۔ نئی امریکی پالیسی، راجیو جی کے عزائم، ماسکو دہلی گٹھ جوڑ اور نئی حکمتِ عملی اور حکومت کی خطرناک خارجہ پالیسی (جس سے مسلمانوں کا قومی اور ملی وجود سخت خطرہ میں پڑ گیا تھا) سے دینی قوتیں، بہی خواہانِ ملت، علماء اور جمہور مسلمان شدت سے اذیت محسوس کرنے لگے۔

جمہور مسلمانوں کی طرح حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے بھی یہی محسوس کیا کہ جس حکومت کی اساس ہی غلط ہو، جو حقوق اور فرائض کی صحیح تقسیم اور توازن، خوفِ خدا، انسانی جان ومال کے احترام اور فطری فرقِ مراتب پر قائم نہیں، قوم وملت کے لئے ان کے مستقبل کے اعتبار سے حد درجہ خطرناک ہے۔ جس کے آغازِ کار ہی سے ملک کی مستحکم کشتی میں دیوار سوراخ پیدا کیے جا چکے ہیں اور ملکی سالمیت کی "دنیا" کو مکمل طور پر ڈبو دیئے جانے کے سنگین حالات پیدا کیے جا رہے ہیں۔

چنانچہ انہوں نے اپنی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں اور عنداللہ مسئولیت کے احساس، اپنے ماحول اور زمانے سے واقفیت موجودہ نازک اور حساس حالات کی ضروریات، مقتضیات، خطرات سے آگاہی اور ان کے مضمرات کے سدِّباب کے سلسلہ میں جملہ مکاتبِ فکر کے نمائندہ متحدہ علماء کنونشن کے انعقاد کے سلسلہ میں کسی بھی ممکنہ کوشش سے دریغ نہیں کیا ____ کنونشن کے انعقاد اور اس کو کامیاب بنانے کے سلسلہ میں حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی رہنماؤں، علماء ومشائخ اور مرکزِ علم دارالعلوم حقانیہ کے اکابر اساتذہ اور

مشائخ کے کئی وفود ترتیب دیئے، جنہوں نے آزاد کشمیر سمیت ملک کے چاروں صوبوں کا دورہ کیا، تمام مکاتب فکر کے علماء اور مشائخ سے ملاقاتیں کیں، مسلمانوں کے قومی و ملی تشخص کی حفاظت، قومی وحدت اور حالیہ سیاہ ترین اور مایوس کن حالات سے نجات کے لئے مستقبل کے متفقہ لائحہ عمل اختیار کرنے کے سلسلے میں ۲۷۔فروری کے علماء کنونشن میں شرکت کی اپیل کی۔

۲۷۔فروری کو اسلام آباد ہوٹل میں کنونشن منعقد ہونا تھا، مالکانِ ہوٹل سے اس کے لئے ایک ہال بھی کرایہ پرلے لیا گیا تھا۔ مگر عین موقعہ پر حکومت نے مطلقاً اسلام آباد میں، حتیٰ کہ بند کمرے بلکہ کسی مسجد میں بھی علماء کے اجتماع پر پابندی کردی۔ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے اس سلسلہ میں مرکزی وزیروں، انتظامیہ اور اربابِ اختیار کو ہر ممکن یقین اور اعتماد دلانا چاہا کہ علماء کنونشن میں کسی بھی فساد، تخریب کاری، جلسہ جلوس یا مظاہرہ کا پروگرام نہیں ہے، مگر حکومت اپنی ضد پر قائم رہی جمہوریت اور آزادی رائے کا ہزار ڈھنڈورا پیٹنے کے باوجود اربابِ اقتدار نے علماء امت سے ایک متفقہ اور اجتماعی نقطہ نظر کے اظہار اور ان سے آزادی سلب کرنے کی کوشش میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

بہر حال جب حکومت نے اسے اپنی انا کا مسئلہ بنالیا اور اپنی ضد پر قائم رہی تو مجبوراً علماء نے ایک روز قبل جامعہ اسلامیہ راولپنڈی میں اجلاس کے انعقاد کا فیصلہ کرلیا، جب کہ اس سے قبل دعوت ناموں میں اجلاس کا مقام "اسلام آباد ہوٹل" لکھدیا گیا تھا، انعقاد سے صرف ایک روز قبل اس تبدیلی اور معمولی سی اخباری اطلاع کے باوجود پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ جملہ مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے ہزاروں علماء کا عظیم الشان عہد ساز اور تاریخی کنونشن منعقد ہوا اور الحمد للہ کہ علماء کی مساعی بار آور ہوئیں اور انہوں نے قوم کو اجتماعی خودکشی کی رسوائیوں اور مایوسی کی دلدلوں سے نکال کر انہیں امید اور یقین کی روشنیاں بخش دیں آزاد کشمیر چاروں صوبوں اور ملک بھر کے تمام اضلاع سے جملہ مکاتبِ فکر کے نمائندہ علماء کے اس عظیم اور تاریخی کنونشن کو آزادی اور جمہوریت کے ہزار دعوؤں کے باوجود ریڈیو اور ٹیلیویژن کی نشریات میں کوئی جگہ نہ مل سکی۔ مگر وزیر اعظم اور مرکزی وزراء کے مخالفانہ بیانات اور تہدیدی نشریات سے قوم کو دوسرے روز ہی اندازہ ہوگیا کہ علماء کنونشن کتنا کامیاب رہا اور ہدف کتنا درست اور صحیح تھا۔ خود وزیر اعظم صاحبہ سمیت تمام سرکاری مشینری نے متحدہ علماء کونسل کے مرکزی رہنماؤں کے خلاف حد درجہ اشتعال انگیز کاروائیوں، یک طرفہ بیانات اور توہین آمیز لب ولہجہ میں علماء حق کی کردار کشی شروع کردی۔ سرکاری دربار سے وابستہ فتویٰ فروشوں نے عورت کی حکمرانی کے جواز میں فتوے بازی کی، اور بے نظیر صاحبہ کے بعض دیرینہ آشنا بھی دبی زبان میں علماء حق کی اس جہادی مہم کے سدّباب میں نمک کار نامہ کے حق میں بیانات داغنے لگے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

مگر علماء حق نے اس سب کچھ کے باوجود صبر و تحمل، برداشت، حکمت و تدبیر اور دانشمندی سے اپنی صفوں کو متحد رکھا۔ دینی مقاصد کے حصول مکمل نفاذِ شریعت اور اسلامی انقلاب کے لئے دانشمندانہ اور ٹھوس لائحہ عمل کے لئے رہنما خطوط متعین کیے۔ علماء کرام کے صدائے احتجاج، واضح اسلامی مؤقف، قلبی کرب و اضطراب کے اظہار سے اور خالص دینی اور جرأت مندانہ مؤقف اور کردار سے پاکستان سمیت پوری دنیا کے مسلمانوں میں بیداری اور مسرت کی لہر دوڑ گئی اور لوگوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ اور خدا کا شکر ادا کیا کہ علماء حق کی موجودگی اور ان کے باہمی اعتماد و اتحاد اور تحریک سے حکومت آسانی سے کوئی نظام یا قانون، اللہ کی شریعت، آسمانی کتاب اور جمہور مسلمانوں کے عقائد کے خلاف نہیں بنا سکے گی اور غیر فطری، غیر شرعی حکومت کو استحکام بھی حاصل نہیں ہو سکے گا۔ اور اب مسلمانوں میں اسلامیت، دینی حمیت، جذبۂ جہاد و قربانی اور انقلابی کردار کی سپرٹ کو مزید متحرک اور فعال بنایا جا سکے گا تاکہ حال کی طرح مستقبل میں یہ ملک اس سے بدترین اور زیادہ شرمناک المیہ سے دوچار نہ ہو ——— علماء حق نے عام سیاستدانوں کی طرح خود کو اپنے محدود اغراض تک محصور نہیں رکھا اور قوم کے مستقبل کی تقدیر سے آنکھیں بند نہیں کیں ورنہ اس ملک کی خیر نہ ہوتی۔ بعض ملکی سیاسی کارندے اور جمہوریئے رہنما تو "نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری" کے اصولوں کو اپنائے ہوئے ہیں، مگر علماء نے "بانس بھی رہے بانسری بھی" کے اصول پر کاربند رہ کر بانسری کے نغموں کو بدلنے کی کوششیں شروع کردی ہیں، لادینیت، اباحیت، نفرت اور عداوت کے گیتوں کے بجائے دیانت و شریعت اور شرافت و محبت کے گیت الاپنا چاہتے ہیں ——— بدقسمتی سے سیاستدانوں کو اب بھی اپنی پارٹیوں اور جھنڈوں کی لگی ہوئی ہے، دین اور شریعت بلکہ مملکت تک کی حفاظت کا احساس بھی کسی کو نہیں، سب کی خواہش ہے کہ جو کچھ غلط صحیح ہوتا ہے ہمارے جھنڈے کے نیچے اور ہمارے زیر اقتدار ہو۔

مگر الحمد للہ کہ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ اور ان کے رفقاء علماء حق نے خدا لگتی اور سچی بات قوم کے سامنے رکھ دی، یاس و قنوط اور ذلت و رسوائی کی تاریکیوں میں روشنی کی قندیل لگادی، امت کی دکھتی ہوئی رگ پکڑلی، بیماری کی جگہ پر انگلی رکھی ——— قومی علماء کنونشن کے انعقاد کے بعد ملک اور بیرونِ ملک سے اکابر علماء، سکالر، قومی رہنماؤں، دانشوروں صحافیوں، مدیرانِ جرائد اور عامۃ المسلمین کا ردعمل مولانا سمیع الحق صاحب کے نام ہزاروں خطوط، اور پیغامات اور کنونشن کی کامیابی اور تازہ ترین ملکی حالات سے یہ یقین ہوگیا ہے کہ ہمارے ملک کے لوگ سوئے ہوئے ہیں، مرے ہوئے نہیں، مرا ہوا دفن کردیا جاتا ہے، سویا ہوا جگایا جا سکتا ہے۔ ہم کئی بار سوئے کئی بار جاگے۔ حالات سنگین ضرور ہیں لیکن مایوسی کی کوئی وجہ

نہیں۔ یقین ہے کہ علماء کی قیادت میں قوم اب ایسے جاگے گی کہ اپنے سہنے کی سب تلافی کر دے گی۔

اگر خدانخواستہ سیاسی جماعتوں اور دینی تنظیموں نے علماء کرام کے متفقہ لائحہ عمل کا ساتھ نہ دیا تو وہ رہیں گے اور نہ ایسے حالات میں ملک باقی رہ سکے گا، چاہے اس کی پشت پر امریکہ ہو یا روس ـــــ اگر اپنا گھر بگڑتے دیکھتے ہوئے ہم خود نہیں سنبھالیں گے تو کوئی دوسرا بھی اسے ہرگز نہیں بنائے گا۔

اب کے تازہ ترین حالات میں علماء و مشائخ اور دینی قوتوں کے سامنے فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص رضی کا یہ تاریخی اور حکیمانہ جملہ مدِ نظر رہنا چاہیئے

انکم فی رباط دائم لکثرۃ الاعداء حولکم وتشوف قلوبھم الیکم

تم (مسلمان) خود کو مستقل طور پر محاذِ جنگ پر سمجھو اس لئے کہ تمہارے چاروں طرف کثرت سے دشمن پھیلے ہوئے ہیں اور ان کی نیتیں اور نگاہیں ہر وقت تمہارے اوپر ہیں

متحدہ علماء کونشن کے اجلاس کے آغاز میں حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے جو خطبہ استقبالیہ پیش فرمایا، جس میں موجودہ حالات کا تجزیہ اور اہل علم، اصحابِ غیرت اور اہلِ بصیرت کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلایا گیا۔ اور اس کے بعد آئندہ لائحہ عمل مرتب کیا گیا جو بالآخر فسطائیت کے دورِ ظلمت کے خاتمہ پر منتج ہوا۔

سینیٹ میں شریعت بل کی منظوری

سینیٹ آف پاکستان نے بالآخر ۱۳ مئی ۱۹۹۰ء کو شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رح کی قیادت میں چلائی جانے والی تحریک کے نتیجہ میں مولانا سمیع الحق مدظلہ اور مولانا قاضی عبداللطیف مدظلہ کے پیش کردہ پرائیویٹ شریعت بل کو کم و بیش پانچ سال کی طویل ترین مدت اور ہمہ پہلو بحث و تمحیص کے بعد متفقہ طور پر منظور کر لیا ــ یہ خالص خدا تعالیٰ کا فضل و کرم اور صرف اسی ہی کی مہربانی تھی کہ امت کے مشائخ و صالحین کی بارگاہِ ربوبیت میں آہ و زاری اور دعائے مستجابہ، دینی و سیاسی جماعتوں، مختلف مکاتبِ فکر کے علماء کرام، ارکان سینیٹ اور عامۃ المسلمین کا بھرپور اور مخلصانہ تعاون شامل رہا۔ بالآخر متعدد کمیٹیوں، استصواب رائے، نظریاتی کونسل اور سینیٹ کے ہمہ پہلو مکمل بحث و تنقید کے مراحل، پانچ سالہ صبر آزما جدوجہد اور ان تھک مساعی کے بعد محرکین شریعت بل ہزار مخالفتوں، بے پناہ رکاوٹوں اپنوں اور پرایوں کے ملامتوں، معترضین کے لعن طعن، سیاسی فضا کی ناہمواریوں کے باوصف، تدبر و سیاست کا میاب حکمتِ عملی سے دعوت و عزیمت کی شاہراہ پر چل کر ۱۳ جون ۱۹۸۵ء کو سینیٹ کے پہلے اجلاس میں اپنے پیش کردہ پرائیویٹ شریعت بل کو ۱۳ مئی ۱۹۹۰ء میں متفقہ طور پر منظور کرانے میں کامیاب ہوگئے۔ والحمد للہ علی ذلک۔

تحریک آزادی اور تحریک پاکستان میں علماء دیوبند کا بنیادی کردار

۱۹۴۹ء کی دستور ساز اسمبلی میں مولانا شبیر احمد عثمانی رح کی قرار داد مقاصد، ۱۹۷۳ء کے دستور میں مولانا مفتی محمود رح۔ مولانا غلام غوث ہزاروی رح اور مولانا عبدالحق رح کا ملک کے اساسی نظریات کے آئینی تحفظ میں کامیاب مساعی ۱۹۷۴ء کی تحریکِ ختم نبوت میں مولانا محمد یوسف بنوری رح کا پارلیمنٹ سے باہر مجلس عمل کی بھرپور قیادت، مولانا مفتی محمود رح اور مولانا عبدالحق رح کا پارلیمنٹ کے اندر مرزائیت کی تکفیر کا پارلیمانی اور تاریخی کارنامہ، ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفےٰ ؐ میں مولانا مفتی محمود رح کی مؤثر راہ نمائی اور ۱۹۸۵ء کے جمہوری اداروں میں برصغیر کی پارلیمانی تاریخ میں پہلی مرتبہ مولانا سمیع الحق اور مولانا قاضی عبداللطیف کا ایوانِ بالا سینیٹ میں شریعت بل کے نام سے جامع اسلامی مسودہ قانون پیش کرنا، پھر متحدہ شریعت محاذ کی تشکیل اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رح کی تحریکِ نفاذ شریعت کی سرپرستی و قیادت، ڈیڑھ سال قبل کے سیاہ ترین انقلاب کے موقع پر متحدہ علماء کونسل کی تشکیل اور مولانا سمیع الحق کا مؤثر کردار اور پھر مئی ۱۹۹۰ء میں برصغیر کی پارلیمانی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک پرائیویٹ جامع مسودۂ قانونِ شریعت (شریعت بل) کا سینیٹ سے متفقہ طور پر نفاذِ شریعت ایکٹ ۱۹۹۰ء کے نام سے منظور کرانا، علماء حق کے کردار اور تاریخی دعوت و عزیمت کی ایسی لازوال کڑیاں ہیں جو باہمی طور پر ایک دوسرے سے متوارث مربوط اور مرحلہ وارِ پیش رفت کا ارتقاء اور تاریخ کا ایسا روشن باب ہے جسے ملک کے اجتماعی نظام میں اسلامی تعلیمات کے مطابق انقلابی عملی تبدیلیوں کا مؤثر اور کامیاب ترین نکتہ آغاز قرار دیا جا سکتا ہے۔

سینٹ نے شریعت بل کیا منظور ہوا؟ کہ پورے ملک میں حمیت ایمانی، غیرت اسلامی اور دینی درد سے سرشار مسلمانوں میں فرحت و انبساط اور جوشِ مسرت کی لہر دوڑ گئی پورے ملکی سطح پر چھوٹے بڑے شہروں اور عالم اسلام کے مختلف مراکز میں اجتماعات منعقد ہوئے اور اگلے مرحلے میں قومی اسمبلی سے اس کو منظور کرانے کی دعاؤں کے ساتھ ساتھ بھرپور عملی اقدام کے عزائم کیے گئے۔ بیداری کی یہ لہر اور نفاذِ شریعت کے بلند ترین عزائم کے یہ انقلاب آفرین نتائج، دراصل شریعت بل کے نفاذ، غلبۂ حق کی کوشش، لوائے حق کی بانسری اور اس کی روح پرور آواز تھی جس نے اندرونِ ملک سمیت پوری اسلامی دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ــ پاکستان کی سرزمین اس آوازِ حق سے گونج رہی تھی باطل کے در و دیوار لرز گئے۔ جعلی اسلام پسندی، کھوکھلے نعرے اور منافقانہ پالیسیوں کا پردہ چاک ہونے لگا۔ یہ درست مؤقف، حق پر استقامت، خالص اسلامی سیاست، اتحاد و یگانگت، خلوص و دیانت مقصد سے لگن اور جذبۂ انقلاب اسلامی کا ادنیٰ کرشمہ ہے کہ سینیٹ میں مولانا سمیع الحق اور ان کے رفقاء کی بھرپور مساعی سے کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن الله کا واقعاتی ثبوت

اور عملی صداقت ایک بار پھر پوری دنیا پر واضح ہو کر سامنے آگئی۔ مگر یاد رہے کہ یہ نہ منزل تھی اور نہ قوم اس سے لیلائے مقصود تک پہنچ سکتی تھی۔ ع

کہ ابھی عشق کے امتحان اور بھی ہیں

پھر مؤنث جمہوریت آئی تو نئے وعدے اور دعوے ہمراہ لائی مگر اسلامائزیشن کے اقدامات، اندرون خانہ نظام شریعت بالخصوص شریعت بل کو تباہ کر دینے کے عزائم کھل کر سامنے آتے رہے اور سینیٹ میں اس کی منظوری کے بعد تو بس سب کچھ چھلک پڑا۔ حکمرانوں کے عزائم، کردار اور اندرون باطن ان کے مذموم ارادے پوری دنیا کے سامنے طشت ازبام ہو گئے۔ حکومتی کردار صرف یہی رہ گیا ہے کہ شریعت بل کا راستہ روکا جائے۔ اور ان مذموم عزائم کی تکمیل کے لئے ان کے پاس دین کے مسلمات سے تلاعب، تمسخر اور اسلامی قوانین و تعلیمات کو مشق ستم بنانے کے سوا کچھ نہیں رہا۔ مگر کہ حکمرانوں کو اس طرز عمل سے مسلمانوں کی مزید دل شکنی، نظریہ پاکستان سے انحراف باہمی تفریق و انتشار، ملکی سالمیت کے نقصان اور سوائے ضیاع سرمایہ اور وقت اور پوری امت سے حصول ملامت و لعنت کے اور کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

شریعت بل کی منظوری کا اگلا مرحلہ قومی ملکی اور ملی اعتبار سے بے حد نازک اور حساس مرحلہ تھا اور دیانتہً ہم سمجھتے ہیں کہ یہ موقع بھی ارکان پارلیمنٹ سمیت حکومت اور ارباب اقتدار کو اپنا محاسبہ کرنے اور نفاذ شریعت کے بارے میں اپنا رویہ اور پالیسی بدلنے کی ایک مہلت تھی۔ سینیٹ میں شریعت بل کی منظوری سے پورے ملک اور تمام عالم اسلام میں جس قدر زور شور اور جذبہ و ایثار سے اجتماعات منعقد ہوئے اور ناقابل تسخیر عزائم کا اظہار کیا گیا۔

پوری قوم جانتی ہے کہ شریعت بل کا مسئلہ صرف محرکین شریعت بل، جمعیۃ علماء اسلام، ارکان سینیٹ اور صرف برصغیر کا نہیں بلکہ اب یہ مسئلہ روئے زمین پر بسنے والے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر نام لیوا امتی اور دربار رسالت کی چوکھٹ سے تعلق رکھنے والے ہر ادنیٰ سے ادنیٰ کارکن کا تھا۔ اگلے مرحلے میں جب کہ شریعت بل قومی اسمبلی میں جانے والا تھا۔ اگر اس موقع پر کسی بھی پارٹی، سیاسی گروہ یا ارکان اسمبلی نے اللہ کے دین اور اس کی شریعت کے مقابلہ میں سد راہ بننے کی مذموم کوشش کی تو قوم کبھی انہیں معاف نہیں کرے گی۔ ...... مگر ارکان اسمبلی اس موقع پر بھی فہم و تدبر، تجربات ماضی کا شعور، عاقبت اندیشی اور ملی و سیاسی سمجھ بوجھ سے کام نہ لیا اور اب کے بار بھی محض مخالفت اور عداوت، مجرمانہ سکوت اور غفلت کا ارتکاب کیا تو خطرہ تھا کہ سرخ انقلاب اور باطل نظریات کا سیلاب ملت کی طوفان رسیدہ اور ہچکولے کھاتی ہوئی کشتی کو نہ ڈبوئے اور خدانہ کرے کہ ملکی سالمیت اور ملی وحدت کا سفینہ ساحل مراد پر پہنچنے سے قبل سیلاب کی نظر ہو جائے۔ ولا فعلہا اللہ۔

ایسے حالات میں کشتی ملت کو منجدھار اور طلاطم خیز طوفاں سے نکالنے اور سالمیت و عافیت سے ساحل مراد تک پہنچانے کا ایک اور صرف ایک ہی راستہ تھا اور وہ نظام شریعت کا مکمل نفاذ ــــــ جس کا آخری اور سخت جان مرحلہ پرائیویٹ شریعت بل کا قومی اسمبلی سے منظور کرانا اور صدر کی توثیق کے بعد اس کا مکمل عملی نفاذ تھا۔ جو ملکی سالمیت، بقاء و تحفظ، ترقی و استحکام، معاشی عدل و انصاف، قوم کی فکری رہنمائی و ہم آہنگی، قانون کی نظر میں حکمران اور عوام کی برابری، اتحاد امت اور وحدت ملت کا ضامن ہے۔ لہٰذا قوم و ملت کے ہر ذی شعور فرد، دینی جماعتوں کی قیادت، سیاسی جماعتوں کے زعماء اور ملک میں اسلامی انقلاب کے بہی خواہوں کے لئے تحریک نفاذ شریعت کے محفوظ اور مضبوط پلیٹ فارم پر جمع اور متحد ہونے کا یہ بہترین اور سنہری موقع تھا اور ہم سمجھتے تھے۔

اب کے بار پوری قوم کو اسلام کے شجرۂ طوبیٰ کے سایہ عاطفت اور قصر شریعت کی پناہ میں رہنے کا قطعی فیصلہ کرنا ہوگا۔ وہ اپنے تمام اغراض و مصالح سے بے نیاز ہو کر اس کی ہر دیوار اور بنیاد کو اعدائے اسلام سے بچانے کو اپنی مساعی کے اہداف اور اسے اپنا فرض منصبی سمجھے گی۔ تو جو طاقتیں اور باطل قوتیں نفاذ شریعت بل کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرنے یا اس میں تحریف کرنے کی مسعود سعی کریں گے انہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نیست و نابود، تاراج اور مفلوج کر دیا جائے گا۔

بہرحال شریعت بل کی منظوری کا اب کا مرحلہ بھی بڑا حساس اور ذمہ داری کا مرحلہ تھا۔ لہٰذا جمعیت اسلامی اور غیرت دینی سے سرشار مسلمانوں کو یہ یقین کر لینا چاہیئے تھا کہ یہ وقت باہمی اختلافات، گروہی تعصب فرقہ بندی کریڈٹ لینے اور جمل و صفین کا نہیں بلکہ وحدت و اتحاد، مضبوط سیاسی قوت، بیدار مغزی، حزم و احتیاط، عزم جہاد اسلامی انقلاب اور عملی اقدام کے اعتبار سے بدر و حنین کا وقت تھا۔

آل پارٹیز شریعت کنونشن

قومی اسمبلی سے شریعت بل منظور کرانے کے لئے حضرت مولانا سمیع الحق نے ۱۰ جون ۹۰ء کو راولپنڈی میں آل پارٹیز شریعت کنونشن بلایا تحریک چلی بات آگے بڑھی۔ قومی اسمبلی سے بل قطعاً منظور ہونے والا تھا کہ بیرونی آقایان ولی نعمت سے اسمبلی توڑنے کا اشارہ دیا نہ بجے بانس نہ بجے بانسری۔ ع

ہے منزل آساں ہوتے ہوتے رہ گئی

بے نظیر حکومت کا خاتمہ

تاہم شریعت بل کی سینٹ سے منظوری اور قومی اسمبلی سے منظور کرانے کی ملک گیر سطح پر عظیم تحریک کا نقد ثمرہ یہ حاصل ہوا کہ ۶ اگست ۱۹۹۰ء کو محترمہ بے نظیر کی غیر فطری، غیر شرعی حکومت اور پیپلز پارٹی کی مؤنث حکمرانی کے دوسرے تاریک ترین دور (جس نے پاکستان کی تاریخ میں بدعنوانی اور لوٹ کھسوٹ کے تمام سابقہ ریکارڈ توڑ دیئے) کا بھی خاتمہ ہوگیا اور قوم کو ایک بار پھر اندھیر نگری اور چوپٹ راج سے نجات مل گئی۔ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

صدر پاکستان جناب غلام اسحٰق خان نے اس موقع پر قوم کے نام اپنے مفصل خطاب میں سابقہ حکومت کی کرتوتوں، وزیر اعظم کی نااہلیت اور اس کے سبب ملکی، قومی بلکہ بین الاقوامی سطح پر مملکت کی ذلت اور عالمی رسوائیوں کے جن عبرتناک مناظر کی طرف اشارات کیے اب اُن کے اعادہ کی نہ ضرورت ہے نہ گنجائش اور نہ فرصت!

صدر کے بیان کردہ شرمناک الزامات سے بھرپور اور ٹھوس شواہد و نظائر سے مزین سیاہ نامۂ اعمال، سنگین اخلاقی، مالی، سیاسی اور دستوری جرائم کے ارتکاب پر مبنی سرکاری دستاویز کسی عام سرمایہ دار، صنعت کار، ڈیرے یا سمگلر کی نہیں بلکہ ایک ایسی سیاسی پارٹی کی سربراہ کا کردار تھا جو ملک میں سماجی عدل و مساوات اور غربت و امتیازات کے خاتمے کی علمبردار تھی اور جس کی سیاست کا سارا دار و مدار محروم اور استحصال زدہ طبقات کے حالات کو بہتر بنانے اور انہیں ان کے حقوق دلوانے کے بلند بانگ نعروں پر تھا۔

ہمارے نزدیک نبی صادق و مصدوق امام الانبیاء والمرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی کی ایک اور قطعی اور عملی شہادت مہیا ہو گئی کہ عورت ہرگز حکمرانی کی اہل نہیں اور جس قوم نے بھی اقتدار عورت کو سونپا وہ کبھی بھی فلاح نہیں پا سکتی۔

ایوانِ بالا سینٹ سے شریعت بل کے منظور ہونے کے بعد اقتدار کے آخری ایام میں سابق وزیر اعظم سمیت کابینہ کے تمام ارکان، پیپلز پارٹی کی مرکزی قیادت اور وفاقی حکومت کی تمام مشینری ہاتھ دھوکر اور لنگوٹ کس کر شریعت بل کی مخالفت اور مزاحمت اور اس کو ہر حال میں ناکام بنانے کیلئے جس طرح میدان میں کود آئی، قرآنی نظام، قرآنی احکام، خدائی احکام، قطعی نصوص اور اسلامی ہدایات کے خلاف جس طرح کا تضحیک و استہزاء اور مذاق و تمسخر کیا، علماء حق کے خلاف اوچھی اور بازاری زبان استعمال کی، خود سابق وزیر اعظم نے قرآنی حدود اور احکام کو نامناسب، ظالمانہ اور وحشیانہ قرار دیا تو اس کے پیش نظر ہمارا یقین تھا کہ چیونٹی نے پہاڑ سے ٹکرانے اور اپنا سر پھوڑنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے وقت ضائع کیے بغیر قلیل ترین مدت میں ملک بھر کی سیاسی، مذہبی اور دینی تنظیموں سے رابطہ قائم کرکے آل پارٹیز شریعت کانفرنس کا انعقاد کیا اور قوم کو جبر و استبداد اور تشدد و استحصال کے خاتمے اور نفاذِ شریعت کی تکمیل کے لیے "تحریک نفاذِ شریعت" کا پلیٹ فارم مہیا کردیا جس نے کام کرنے کا مؤثر اور انقلابی لائحہ عمل مرتب کیا۔ جس کا پہلا، آخری اور بنیادی ہدف شریعت بل کی منظوری تھا، اسی میں عورت کی حکمرانی کا خاتمہ تھا۔ اس کے منظور ہونے سے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا دور شروع ہونا، جبر و استبداد کی دیواریں گرنے لگتیں اور عدل و انصاف پر مبنی معاشرہ کی تشکیل اور اسلامی خطوط پر اس کی تعمیر ہوتی۔ مختصر وقت میں ہمہ گیر تحریک چلی، حکومت کو ۱۰ اگست ۹۰ء تک شریعت بل کے منظور کردینے کا الٹی میٹم دے دیا گیا۔ پورا ملک ایک بار پھر شریعت بل کے نعروں سے گونج اٹھا، ملکی سیاست کا نقشہ تبدیل گیا، ملک کی تمام سیاسی پارٹیاں دو قوتوں میں بٹ گئیں۔ ایک پیپلز پارٹی کی وفاقی حکومت جس نے ہر صورت میں شریعت بل کو ٹالنے، مسترد اور ڈائنامیٹ کردینے کا تہیہ کر رکھا تھا، دوسری حزب اختلاف! جس نے متفقہ طور پر شریعت بل کو قومی اسمبلی یا پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے منظور کرانے کا فیصلہ کرلیا تھا۔

الحمدللہ کہ موقف حق تھا، بات درست تھی اور ہدف صحیح تھا اس تحریک میں وہ لوگ بھی شریک ہوگئے جنہیں کل تک "شریعت بل" کا نام لینا بھی گوارا نہ تھا، اور اب شریعت بل ایک ایسی کسوٹی بن گیا ہے کہ اس کی مخالفت کرکے اپنی سیاسی وجاہت کو تاراج کرنے کی جرأت کیسے ہوسکتی ہے؟

مگر عین اُس وقت جبکہ شریعت بل قومی اسمبلی میں پیش ہونے والا تھا ملکی سیاست اور تاریخ کے اس نازک ترین اور حساس مرحلہ و شریعت بل کی قطعی منظوری اور نفاذ کے واضح اور روشن امکانات کے موقع پر اسمبلیاں توڑ دی گئیں اور اس طرح آئینی اور پارلیمانی طریقے سے شریعت بل کے تحفظ و نفاذ کی قریب ترین منزل قوم سے پھر دور کردی گئی۔

حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کو بے نظیر کی رخصتی سے ڈیڑھ روز قبل اس تمام کھیل اور اس کے پس منظر کا علم ہوگیا تھا اور یہ بھی واضح ہوگیا تھا کہ ڈور کا سرا کس کے ہاتھ میں ہے اور وہ کہاں سے ہلایا جارہا ہے؟ مگر اس سب کچھ کے باوجود انہوں نے ایک روز قبل صدر جناب غلام اسحٰق خان سے ملاقات کی اور اپنی ملاقات میں یہی درخواست کی کہ نفاذِ شریعت بل کے اسمبلی میں پیش ہونے اور منظور کرانے کے قریب ترین ایام میں یہ اقدام نفاذِ شریعت کی مہم سبوتاژ کرنا اور بیرونی طاقت کے اشارہ پر تحریک نفاذِ شریعت کو ملیامیٹ کرنا ہے۔ مولانا سمیع الحق مدظلہ نے ہر لحاظ سے شریعت بل کے قومی اسمبلی میں پیش ہونے اور اس کی قطعی منظوری

(بقیہ صفحہ ۱۱۶۴ پر)